Budhdevji ki Svanikh Umri
By Shrdhe Prkash 1903 G.K.V.

بڑھ کر پاٹھی کیولم

بدھ دیوجی کی سوانح عمری

اور

بودھ دھرم کا بیان

تیسرا حصہ

جسمیں بدھ کی اخلاقی تعلیم اور بودھ تمثیلیں اور کہانیاں درج ہیں

مؤلفہ
شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہم دھرم

براہم سمت ۷۴ —✻— سنہ ۱۹۰۳ء

بحسن اہتمام مولوی سید ممتاز علی صاحب مالک مطبع
مطبوعہ رفاہ عام سٹیم پریس
لاہور

دفعہ اوّل ۱۰۰۰ جلد

برمھ پرچارک

اِس نام کا ایک پندرہ روزہ پرچہ ڈمئی کاغذ پر ۱۲ صفحوں میں چھپ کر لاہور سے نکلتا ہے۔ اِس میں ایک غزل یا بھجن۔ پرارتھنا۔ رُوحانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور بھاؤں کے متعلّق اُپدیش و مضامین چیدہ چیدہ نصائح یا بچن۔ نتیجہ خیز اخلاقی نوٹ چیدہ اور مُفید خبریں مہاتماؤں کی سوانح عمری وغیرہ درج ہوتے ہیں*

قیمت معہ محصولڈاک صرف ۱۲؎ سالانہ ہے*

درخواست خریداری بنام منیجر برمھ پرچارک لاہور آنی چاہیئے*

ایکمیوا دویتیم — برہم کرپا ہی کیولم — ستیمیو جیتے

دیباچہ

اِس کتاب کا پہلا حصہ جس میں بُدّھ دیوجی کی پیدایش سے لیکر سادھنا اور سِدّھی تک کے حالات چھ ابواب میں درج ہیں۔ بماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۱ع نذر ناظرین ہوا تھا۔ دوسرا حصہ جس میں دھرم پرچار۔ آخری وقت اور بُودھ دھرم تین ابواب ہیں ماہ مئی سنہ ۱۹۰۲ع میں شائع ہو چکا ہے ؞

اب یہ تیسرا حصہ جس میں مضامین متعلقہ بُودھ اخلاق۔ بُودھ کہانیاں اور تمثیلیں درج ہیں ہدیۂ ناظرین ہوتا ہے۔ اگر راقم کی صحت اور سوانعایت زندگی نے اجازت دی تو چوتھا حصہ بھی جس میں (۱) بُودھ سنگھ (جماعت) اور سماج کی ساخت (۲) سنگھ کے قواعد (۳) بودھ دھرم شاستر (بودھ مذہب کی کُتب مُقدّسہ) اور پالی زبان (۴) عیسائی مذہب اور بودھ مذہب میں مشابہت (۵) بودھ دھرم کا اپنی اصلی حالت پر قایم نہ رہ کر مختلف صورتیں قبول کرنا (۶) تے بیجّیہ سُتّ (ترِی بدّیا سُوتْر) (۷) بودھ دھرم کا عروج و زوال وغیرہ مضامین درج ہونگے۔ عنقریب شایع کیا جائیگا اور تب یہ کتاب بُدّھ دیوجی کی سوانح عمری اور اُن کے اقوال و مذہب پر

حاوی ہوکر بالکل مکمل ہو جائیگی ॰
ناظرین اِس تیسرے حصّہ میں دو باب پائینگے - پہلے میں بُدّھ کی اخلاقی تعلیم کا ذکر ہے - اور دوسرے میں بودھ کہانیاں اور تمثیلیں درج ہیں کتاب شروع کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِن دونوں ابواب پر مختصراً کچھ بیان کر دیا جائے - تاکہ ناظرین کو اِس سے مدد مل سکے - اور آئندہ مضامین کی تشریح کا کام دے ॰
عام طور پر مذہب کی بُنیاد خدا - روح اور عاقبت پر ایمان لانے پر قایم ہوئی ہے - لیکن یہ کچھ کم تعجب اور حیرانی کی بات نہیں ہے کہ باوجودیکہ بودھ دھرم میں ایشور کو پرش رُوپ میں نہیں مانا گیا - اور نہ یہ تسلیم کیا گیا ہے کہ رُوح ایک ترتیب یافتہ شخص ہے اور ایک جُداگانہ وجود رکھتی ہے بلکہ وہ صرف اخلاقی اوصاف کا مجموعہ مانی گئی ہے - لیکن پھر بھی اُس نے ملک بہ ملک - شہر بہ شہر - گاؤں بہ گاؤں چاروں طرف پھیل کر کروڑوں انسانوں کے دلوں پر تصرف حاصل کر لیا تھا - یہاں تک کہ جتنے خدا کے ماننے والے مذاہب ہیں - اُن میں اِس کو تعداد کے لحاظ سے سب سے اول درجہ حاصل ہے ॰
اگرچہ بُدّھ دیو جی نے برملا طور پر اپنے آپ کو کسی جگہ بھی ناستک (خدا سے منکر) ظاہر نہیں کیا - لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ اُن کے مذہب کی بُنیاد بالکلیہ اُن تینوں عالمگیر اصولوں پر نہیں ہے - بلکہ اُنکے دھرم کا جزو اعظم خواہشات پر پوری حکومت اور تصرف حاصل کرنا ہے - یہ صحیح ہے کہ اُن کے زمانے میں برمھ گیان (خدا کا علم) اور

آتم تتو (روح کا علم) کے بارے میں جو یقین اور عقاید لوگوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے اُن کی مخالفت کی تھی۔ لیکن اُنہوں نے دھرم کا جو راستہ بتلایا ہے وہ بجز اِس کے کہ اُس میں پاک اخلاقی اصول ہوں اور کچھ بھی نہیں۔ اُن کے خیال میں آتم سنجم (ضبط نفس) حواس پر قابو اور تصرف خواہشات کا ترک۔ سچائی۔ معافی۔ رحم۔ عالمگیر اور بیحد محبت۔ کشادہ دلی وغیرہ روحانی بھاؤں کے ذریعے سے آتما کا ترقی کرنا ہی برھم (خدا) کو حاصل کرنے کا ذریعہ اور راستہ ہے ؞

بُدھ کے خیال کے موافق اَبدیا (جہل) ہی دُکھ کا باعث ہے۔ ویدانت درشن (فلسفہ) کے ساتھ اِس بارے میں بودھ شاستر کی مطابقت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ویدانت کے عقیدے کے موافق بھی ابدیا (جہل) ہی تمام قسم کی بُرائیوں۔ گناہ اور عذاب کی جڑ ہے۔ اِس خوفناک دشمن پر غالب آنا دونوں شاستروں کا مقصد اصلی ہے۔ لیکن ویدانت کی اِبدیا اور بُدھ کی اِبدیا اگرچہ لفظی طور پر ایک ہی ہیں۔ لیکن اُن کے مفہوم میں بہت بڑا فرق ہے۔ ویدانت کے موافق جیو اور برھم کے درمیان یہ اِبدیا ایک پردہ ہے۔ اور اِس پردہ کے اُٹھ جانے سے "سوہم" (من خدایم) کا جو ابھید گیان (یعنی جیو اور برھم دونوں ایک ہیں) پیدا ہوتا ہے۔ اُسی سے جیو اور برھم دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔ جب تک برھم اِبدیا سے محیط رہتا ہے تب تک وہ جیو کہلاتا ہے اور ابدیا کا پردہ دُور ہو جانے سے جیو برھم رُوپ بن جاتا ہے۔ اور اِسی پردے کو دُور کرنے کا نام مُکتی (نجات) ہے۔ لیکن بُدھ نے جس کو اِبدیا کہا ہے اُس کا مفہوم یہ ہے کہ ابدیا کا برعکس

ابدّیا کے ساتھ کچھ بھی تعلّق نہیں۔ اُن کے نزدیک ابدّیا وہ چیز ہے۔ جو زندگی کے حقیقی راز کو انسان سے پوشیدہ رکھتی ہے۔ اور وُہی تمام خرابیوں اور بُرائیوں کی جڑ ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص رسّی پر سانپ کا گمان کرے۔ تو جب تک اُس کے دل میں یہ خیال رہیگا اُس وقت تک ڈر بھی اُس کے دل میں موجود رہیگا۔ لیکن اِس خیال کے دُور ہوتے ہی سانپ کا خوف بھی دُور ہو جائیگا۔ یہ ابدّیا بھی ٹھیک اِسی قسم کی ہے۔ چنانچہ اُنہوں نے "مَیں کی ہستی" کے اُپدیش میں (جس کا ذکر دوسرے حصّہ میں آچکا ہے) کہا ہے۔ کہ "جو جاگا ہوا ہے۔ وہ خواب کے خوفناک نظاروں سے نہیں ڈرتا۔ جس نے رسّی کی حقیقت کو معلوم کر لیا ہے جو بظاہر سانپ معلوم دیتی ہے وہ خوف سے نہیں کانپتا" اِس ابدّیا کے دُور ہو جانے سے دُکھ کی پیدائش کا اصل موجب ہمارے ذہن کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تب ہم معلوم کرتے ہیں کہ وِشے ترشنا (دُنیاوی چیزوں اور سامانوں کی حرص) دُکھ کا باعث ہے۔ جس کو یوں سمجھو کہ ترشنا کا لازمی نتیجہ ہے (۱) آسکتی (لگاؤ)۔ (۲) اور آسکتی کا یقینی نتیجہ ہے جنم (جسمانی پیدائش)۔ (۳) اور اِسی پیدائش کے ساتھ ہی ساتھ بیماری۔ بڑھاپا رنج۔ فکر۔ دُکھ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں (۴) اِس جنم بندھن سے مُکت ہونے کا نام ہی مُکتی ہے۔ اِس ابدّیا کے دُور ہو جانے سے نیچے کے درجہ کے تمام بندھن یکے بعد دیگرے خود بخود کٹ جاتے ہیں۔ غرضیکہ اِس حالت میں انسان کے دِل سے "مَیں ہوں" کا خیال دُور ہو جاتا ہے۔ جنم کا بندھن کٹ جاتا ہے اور نربان کا راستہ مل جاتا ہے۔ یہ ہے ویدانت اور بودھ مذہب کے موافق ابدّیا کی تعریف ॥

بُدھ نے بُدھتّو (حقیقی معرفت) حاصل کرنے کے بعد جن چار اعلیٰ صداقتوں کا اُپدیش دیا ہے وہ یہ ہیں (۱) دُکھ کا وجود۔(۲) دُکھ کا مُوجب۔(۳) دُکھ سے رہائی (۴) دُکھ سے رہائی پانے کے لئے کوشش اور اُس کا طریق ؛
دُکھ کے دُور کرنے کا ذریعہ ڈھونڈتے ڈھونڈتے اُنہوں نے اشٹانگ مارگ کا اصول جس کا مفصّل ذکر دوسرے حصّے میں آچکا ہے اور جس پر بودھ اخلاق کی تمام بُنیاد ہے معلوم کر لیا ؛
بُودھ مذہب کے فلسفہ۔ عقاید اور اصولوں کو چھوڑ کر اگر ذرا غور کیا جائے تو یہ امر صاف اور واضح ہو جاتا ہے کہ بُودھ مذہب طبعی۔ سادہ اور سہج دھرم نیتی (اخلاق) کے علاوہ کہ جس کی بُنیاد انسانی فطرت پر ہے اور کوئی چیز نہیں بُدّھ نے سچائی۔ انصاف۔ پاکیزگی۔ دیا۔ ماتا۔ عفو وغیرہ اخلاقی اصولوں کی عظمت ظاہر کی ہے اور یہ بتلایا ہے کہ اِنہیں خوبیوں کو اپنی زندگی میں ترقی دینے سے حقیقی بھلائی ہو سکتی ہے ؛
یہودی مذہب کی مانند بُودھ دھرم میں بھی دس احکام ہیں۔ اِن دس احکام کی پیروی کرنا بھکشوؤں کے لئے فرض ہے۔ مگر گرہستیوں کے لئے صرف پانچ احکام کی تعمیل ضروری ہے۔ جن کا مفصّل ذکر اِس کتاب میں ملیگا۔ اِن دس احکام کے علاوہ بُودھ مذہب میں کام (شہوت) کرودھ (غضب) لوبھ (لالچ) اہنکار (تکبّر)۔ دوسروں کی غیبت۔ ایذا رسانی وغیرہ سے پرہیز اور والدین اور اولاد۔ آقا اور نوکر۔ خاوند اور بیوی۔ دوست۔ بھکشو اور گرہستی وغیرہ رشتوں کے فرایض کے متعلق ہدایات ہیں ؛
فی الاصل بودھ نیتی شاستر (فلسفہ اخلاق) مثل ایک ایسے راج کے ہے

جس کا کوئی راجہ نہ ہو۔ بُودھ مذہب کے عقیدہ کے موافق یہ تمام کائنات ایک
غیر مُتبدّل قانون کے مُطیع ہے۔ لیکن اِس قانون کے پیچھے کوئی مقنّن یا رہنما
نہیں۔ دھرم راج کا کوئی راجا نہیں۔ اِس مذہب میں گناہ کی سزا اور ثواب کی
جزا کا طریق تو بتلایا گیا ہے۔ مگر کوئی سزا اور جزا دینے والا نہیں ظاہر کیا گیا۔
یہ امر کہ بُدھ دیوجی اِنسانی جذبات اور خیالات پر پُوری طرح حاوی ہیں۔ ا
اُن کی تعلیم اِنسانی جذبات کے موافق ہے۔ اِس بات سے اور بھی روشن ہو
ہے کہ اُنہوں نے اپنی تعلیم کو حکیمانہ اقوال اور نکات تک ہی محدود نہیں رکھا
کہ آیندہ زمانہ میں وہ تشریح کے محتاج ہوتے۔ بلکہ اُنہوں نے عام لوگوں کے
لئے اپنی تعلیمات کو کہانیوں اور تمثیلوں کے ذریعے سے سمجھایا اور بتلایا۔ چنانچہ
وہ خود کہتے ہیں کہ "یہ لوگ بچّوں کے مانند ہیں اور کہانیاں سُننا پسند کرتے
ہیں۔ اِس لئے میں اُن کو دھرم کی عظمت بتلانے کے لئے کہانیاں سناؤنگا"
چنانچہ بُودھ شاستروں میں دیا۔ مامتا۔ تحمل۔ ضبط نفس (سنجم) خود غرضی کا دفیہ
عفو۔ بدی کے عوض نیکی کرنا۔ دوسروں کا بھلا کرنا۔ اپنی مدد آپ کرنا وغیرہ وغیرہ
اخلاقی خوبیوں کو عام لوگوں کے ذہن نشین کرنے کے لئے بیشمار تمثیلیں ا
کہانیاں موجود ہیں۔ جن میں سے چند اِس حصّہ میں ناظرین ملاحظہ کرینگے۔
راجہ اشوک کے لڑکے کُنال کی کہانی دشمن کے لئے عفو کے بھاؤ
ایک ایسی مثال ہے کہ جس کی نظیر انسانی تواریخ میں بہت کم مل سکیگی۔ ا
ایک مثال اعلیٰ درجہ کے رحم کی ہے کہ جس کے ذریعے بُدّھ نے ایک را
سے جانوروں کو بلی دان دینے کی رسم کو اُٹھا دیا تھا۔
اِس سے معلوم ہوگا کہ اُن کی تعلیم اعلیٰ لوگوں کے لئے حکیمانہ اقوال اور

فلسفیانہ نکات پر مشتمل ہے اور عام لوگوں کے لئے نہایت سادہ اور دل میں گھر کرنیوالی کہانیوں میں موجود ہے اور دونوں کے قلب و دماغ پر یکساں اثر کرتی ہے ۞

اِن کہانیوں میں جہاں تک رِی اِنکارنیشن (پیدائش ثانی) کو تعلق ہے۔ اس پر گفتگو ہوسکتی ہے اور اعتراض وارد ہوسکتے ہیں۔ لیکن جو اخلاقی پہلو اور خوبیاں ان میں پوشیدہ ہیں وہ ہر طرح محتاجِ توجہ بلکہ قابلِ تعمیل ہیں ۞

بُودھ دھرم کے حصہ ابھی دھرم درشن شاستر (بُودھ فلسفہ کی ایک کتاب کا نام ہے) میں خواہ کتنی ہی غلطیاں اور مبالغہ آمیز باتیں کیوں نہ پائی جاتی ہوں اور اس مذہب کا فلسفہ کیسا ہی دقیق اور پیچیدہ کیوں نہ ہو۔ لیکن بُدّھ دیوجی نے اخلاق کے بارے میں جو اعلےٰ درجہ کی تعلیم دی ہے۔ کسی اِنسان کی طاقت نہیں کہ اُس میں کچھ نقص نکال سکے۔ اُنہوں نے اِس بات پر خاص زور دیا تھا اور عام لوگوں کی توجہ کو خصوصاً اِس طرف مائل کیا تھا کہ اِس دُنیا اور پرلوک (عاقبت) کی خوشیوں اور نعمتوں کو مدِّ نظر رکھ کر جگ۔ ہون وغیرہ کے ذریعہ سے دیوتاؤں کو خوش کرکے اُن کی خوشنودی حاصل کرنا ایک بالکل فضول اور بے سود حرکت ہے۔ اُنہوں نے بتلایا کہ اپنی طاقت اور کوشش سے تمام خواہشوں پر تصرف حاصل کرنا اور اپنی زندگی کو پاک بنا کر نیکی کے کام کرنا ہی شریہ (بھلائی) کا راستہ ہے۔ جسکے ذریعہ سے اِنسان نربان کے راج میں داخل ہوسکتا ہے

بُدّھ دیوجی نے آجکل کے سیکڑوں مُنادوں۔ واعظوں اور اُپدیشکوں کی طرح صرف زبانی اُپدیش دینے پر ہی اکتفا نہیں کی۔ بلکہ اُن کی اعلےٰ اور پاک عملی زندگی ہی بُودھ مذہب کی زندہ طاقت اور بُنیاد ہے۔ جیسے اُنکے دھرم کے اُپدیش اعلےٰ درجہ کے ہیں۔ ویسے ہی اُنکی زندگی کی پاک مثال بھی اعلےٰ

رُتبہ رکھتی ہے۔ بُدّھ دیوجی کا تحمل۔ رحم۔ مامتا۔ اطمینانِ قلب۔ ترکِ دُنیا رشانت بھاؤ جیسے بُودھ دھیانیوں کے دِلوں پر جاگزین ہے۔ ویسے ہی خدا پرست عابدوں کے لوح دل پر بھی منقّش ہے ؀

اِس میں کچھ بھی شک نہیں کہ مہاتما بُدّھ دُنیا میں اعلےٰ اور غیر معمولی درجہ کے لوگوں میں دھرم بیر ہو گزرے ہیں۔ اُنہوں نے سِدّھی حاصل کرنے کے بعد ۴۵ برس تک لگاتار طرح طرح کے رُوحانی اُپدیشوں اور اپنی زندگی کی مثال کے ذریعہ سے اِس اعلےٰ صداقت کی منادی کی۔ کہ ہر ایک اِنسان بلا لحاظ براہمن اور شُودر کے دھرم اور گیان حاصل کرنے کا مُستحق ہے۔ اُنہوں نے اِس پاک مقصد کے لئے طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتیں اپنے اُوپر جھیلیں اور ہزاروں قسم کی رُکاوٹوں اور مشکلات کا نہایت استقلال اور ہمت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور تمام جانداروں کی بھلائی اور سُکھ کے لئے اپنے آپ کو قربان کر دیا۔ جس کام کے لئے وہ اِس دُنیا میں آئے تھے اُس کو اُنہوں نے اکیلے ہی بے خوفی۔ بہادری اور اعلےٰ درجہ کی جانفشانی کے ساتھ پورا کیا ؀

مہان پرمیشور اشیرباد کریں کہ ہم لوگوں کے دِلوں میں یہ سچا تیاگ اور بیحد محبت کا بھاؤ پیدا ہو۔ اگر اس کتاب کے مطالعہ سے میرے ہموطنوں کے دلوں میں سچی مَیتری۔ مامتا۔ رحم۔ سخاوت۔ سچائی کا پیار۔ انصاف۔ کشادہ دِلی۔ قُربانی وغیرہ اخلاقی خوبیوں کیلئے لگاؤ پیدا ہو۔ اور اُنکو اپنی زندگیوں کو بہتر اور خُوبصورت بنانے میں مدد ملے۔ تو میں اپنی کوشش کو سُپھل سمجھونگا ؀

لاہور
۲۸ر اکتوبر ۱۹۰۳ء

پرکاش دیو

بُدّھ دیوجی کی سوانح عُمری

دسواں باب

بوُدھ نیتی (بوُدھ اخلاق)

بِشپ بگانڈنٹ لکھتے ہیں۔کہ بائیبل کی قریبًا تمام اخلاقی صداقتیں بوُدھ دھرم کی کُتب مقدّسہ میں مِلتی ہیں[1]۔

بُدّھ نے حضرت مسیح سے چھہ سو برس پہلے جنم لے کر دُنیا میں جس اخلاق کی تعلیم کی منادی کی تھی۔اُس وقت سے آج تک اگرچہ اِس قدر زمانہ گزر گیا۔لیکن اُس سے زیادہ تعلیم کسی دھرم کا بانی اب تک ظاہر نہیں کرسکا۔ ہندو ہو یا عیسائی یا دُنیا کے کسی اور دھرم کا ماننے والا ہی کیوں نہ ہو۔سب دھرموں کے اخلاق کی تعلیم صِرف نوعِ انسان تک ہی محدود ہے۔لیکن بُدّھ کا اخلاق تمام مخلوق پر حاوی ہ۔

بُدّھ کی یہ تعلیم ہے۔کہ پریم سب بے رعایت خالص طور سے (نِشکام بھاؤ) اور بلا تمیز دوست دشمن کے تمام دُنیا میں اُوپر نیچے۔ دائیں بائیں چاروں

---

[1] گوتم کا جیون چرتر مصنّفہ بگانڈیٹ صفحہ ۴۹۴ دیکھو۔

طرف پھیلے"۔

اِس سے بڑھ کر پریم کی تعلیم دُنیا میں کبھی پرچار نہیں ہوئی۔ بُدّھ کا پریم تمام جانداروں کے لئے تھا۔ معمولی سے معمولی اور چھوٹے سے چھوٹے کیڑے مکوڑوں نے بھی کہ جو رات دِن ہر ایک شخص کے پیروں کے نیچے خواہ وہ کسی دھرم کے ماننے والے کیوں نہ ہوں کچلے جاتے ہیں۔ بُدّھ کی دیا کو اپنی طرف مائل کیا تھا۔ اور اُن کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے بھی بُدّھ کا دیا سے بھرپُور دل بیقرار رہتا تھا۔ جس بھارت ورش میں دھرم کے نام سے ہزاروں جانوروں کے خون کی دھارا بہائی جاتی تھی اُسی بھارت ورش میں جنم لے کر بُدّھ نے بلند اور زوردار آواز کے ساتھ "اہنسا پرم دھرم" (کسی جاندار کو ایذا نہ پہنچانا سب سے اعلےٰ دھرم ہے) کا پرچار کیا تھا۔ اِس خیال سے کہ مبادا کسی جیو کی جان جائے۔ اُنہوں نے یہ ہدایت کی تھی۔ کہ بَودھ لوگ ہمیشہ نیچی آنکھیں کر کے اور راستے کو دیکھکر چلیں۔ بغیر چھانے کے پانی نہ پیئیں۔ اندھیرے میں کھانا نہ کھائیں۔ اِس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بُدّھ کا اُپدیش کس قدر اعلےٰ ہے۔ برھم آلوک (ایشور کی روشنی) سے دل منوّر ہونیکے بِنا کیا کبھی کوئی ایسی اعلےٰ صداقت ظاہر کر سکتا ہے۔ ہم دھرم پد سے ذیل میں چند اُپدیش یہاں درج کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اُن کی اخلاقی تعلیم کس قدر اعلےٰ اور دلکش ہے۔

دھرم پد

(۲) ہماری ہستی ہمارے ہی خیالات کا نتیجہ ہے۔ اُس کی بنیاد ہمارے

خیالات پر ہے۔ اور اُس کی ساخت بھی ہمارے ہی خیالات سے ہے ✣

(۳) انسان خود ہی بُرائی کرتا ہے۔ اور خود ہی اُس کے نتائج بھوگتا ہے۔ اور وہ خود ہی بُرائی سے باز رہتا ہے اور خود ہی پاک بنتا ہے۔ انسان پاپ اور پُن کا خود ہی مُرتکب ہوتا ہے۔ کوئی کسی کو پوتر (پاک) نہیں بنا سکتا ✣

(۴) تمہیں خود ہی کوشش کرنی چاہیئے تتھاگت صرف اُپدیش کرنے والے ہیں۔ وہ چنتا شیل (صاحب غور و فکر) لوگ جنھوں نے سچے راستے کو حاصل کیا ہے۔ پرلوبھن (مار) کے بندھن سے آزاد ہو جاتے ہیں ✣

(۵) جو شخص ترقی کرنے کے وقت ترقی نہیں کرتا۔ جو نوجوان اور قوی ہو کر بھی پرلے درجہ کا سُست ہے۔ جس کا دماغ اور قوت ارادہ کمزور ہیں۔ ایسا سُست اور کاہل شخص سچے گیان (معرفت) کا راستہ کبھی نہیں پا سکتا ✣

(۶) اگر ایک شخص اپنے آپ کو پیار کرتا ہے۔ اُس کو چاہیئے کہ وہ احتیاط کے ساتھ اپنی حفاظت کرے۔ راستی اُس کی حفاظت کرتی ہے جو اپنی حفاظت آپ کرتا ہے ✣

(۷) تم دُوسروں کو جیسا بننے کے لئے نصیحت کرتے ہو۔ ویسا پہلے خود بنو۔ جس نے اپنے آپ کو مطیع کیا ہے وہ دوسروں کو بھی مطیع کر سکتا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو مطیع کرنا ہی سب سے مشکل کام ہے ✣

(۸) لڑائیوں میں جس شخص نے ہزار بار ہزار ہا لوگوں کو شکست دی ہے۔ وہ حقیقت میں شُور بیر نہیں ہے۔ لیکن جس نے اپنی خودی پر فتح پائی ہے وہی سب سے بڑا سُورما (فاتح) ہے ✣

(۹) یہ خیال کہ فلاں کام میں نے کیا ہے دوسرے لوگ میرے مطیع ہوں

فلاں کام میں مجھ کو سب سے بڑھ کر حصّہ لینا چاہیئے" نادان لوگوں کی عادت ہے - خواہ وہ گھرستی ہوں یا بھکھشو - بیوقوف لوگ فرض کے ادا کرنے اور مقصد پر پہنچنے کی پرواہ نہیں کرتے - بلکہ وہ صرف اپنی خودی اور نفسانیت کا خیال رکھتے ہیں - اور ہر ایک کام کی تہ میں اُن کی خودی موجود ہوتی ہے *

(۱۰) بُرے اور ایسے کام جو ہمارے لئے مُضر ہیں - کرنے آسان ہیں لیکن بھلے اور ایسے کام جو عام کے لئے مفید ہوں کرنے بہت مشکل ہیں *

(۱۱) اگر کوئی ضروری کام کرنا ہے - تو انسان کو چاہیئے - کہ اُس کو فوراً کرے اور اُس کے کرنے میں اپنی پوری طاقت خرچ کرے *

(۱۲) افسوس! پیشتر اِس کے کہ ہم کو خبر ہو - ہمارا یہ حقیر جسم بے ہوش و حواس ردّی اور بیکار لکڑی کی طرح پڑا رہ جائیگا - مگر ہمارے خیالات باقی رہ جائینگے - جن سے لوگ پھر نتیجے نکالینگے - اور اُن سے عمل پیدا ہونگے - ہمارے نیک خیالات لوگوں میں نیک اعمال اور بدخیالات اُن میں بد اعمال پیدا کرینگے *

(۱۳) سرگرمی اور چِنتا شیلتا (چوچار) ابدی زندگی کا راستہ ہے - اور غفلت و لاپروائی موت کا - جو سرگرم اور چِنتا شِیل ہیں - وہ کبھی نہیں مرتے - اور جو لاپروا اور غافل ہیں - وہ تو گویا پہلے ہی مرے ہوئے ہوتے ہیں *

(۱۴) جو ناراستی میں راستی کا گمان کرتے ہیں - اور راستی میں ناراستی کا وہ کبھی راستی پر نہیں پہنچتے - بلکہ وہ بیہود اور بیہودہ خواہشوں کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں - اور جو راستی میں راستی کو - اور ناراستی میں ناراستی کو دیکھتے ہیں - راستی اُنہیں کا حق ہے - اور وہ حقیقی خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں *

(۱۵) جس طرح خراب چھت والے گھر میں برسات کا پانی ٹپکتا ہے - اُسی

طرح سے اُس دل میں جو غور و فکر نہیں کرتا۔ خواہشات اپنا دخل کر لیتی ہیں۔ لیکن جو شخص چنتا شیل (غور و فکر کرنے والا) ہے اُس کے دل میں نفسانی خواہشات اپنا دخل نہیں کر سکتیں۔ جیسے کہ اچھی چھت والے گھر میں پانی نہیں ٹپکتا۔

(۱۶) جیسے کُواں بنانے والا جہاں چاہتا ہے۔ اپنی مرضی کے موافق پانی لے جاتا ہے۔ تیر انداز اپنی مرضی کے موافق جس طرف چاہے تیر چلاتا ہے۔ اور بڑھئی لکڑی کو اپنی مرضی کے موافق جھکا سکتا ہے۔ ویسے ہی دانا لوگ بھی اپنی زندگی کو ڈھال لیتے ہیں۔ دانا خواہ کیسے ہی حالات میں پڑ جائیں۔ وہ کبھی نہیں گھبراتے۔ نہ وہ تعریف سے خوش ہوتے ہیں اور نہ ہی وہ غیبت سے ڈرتے ہیں۔ وہ دھرم کو حاصل کر کے ہمیشہ مثل ایک گہری۔ ساکن مصفّا جھیل کے شانت رہتے ہیں۔

(۱۷) اگر کوئی شخص بُرے بھاؤ سے متحرّک ہو کر کوئی کلام یا عمل کرتا ہے تو دُکھ ویسے ہی اُس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ہے۔ جیسے کہ گاڑی کا پہیا گاڑی کھینچنے والے بیل کے پاؤں کے پیچھے پیچھے جاتا ہے۔

(۱۸) بھلے کام کا کر لینا۔ اور بُرے کام کا نہ کرنا بہتر ہے۔ اُس کے نہ کرنے سے پچھتانا۔ اور اُس کے کرنے سے انوتاپ کرنا پڑیگا۔

(۱۹) اگر کوئی شخص گناہ کر بیٹھے تو اُس سے خوش نہ ہو نہ آیندہ اُس کا اِرتکاب کرے۔ اور اگر کوئی نیک کام کرے تو اُس پر غرّہ نہ ہو اور پھر کرنے کا دھیان رکھے کیونکہ بُرائی کا نتیجہ ہمیشہ دُکھ اور بھلائی کا ہمیشہ سُکھ ہوتا ہے۔

(۲۰) یہ خیال کر کے کہ اب پاپ مجھ پر حملہ نہ کریگا۔ کبھی غافل مت ہو۔ اور کبھی پاپ کو حقیر مت سمجھو۔ جیسے قطرہ قطرہ پانی سے پانی کا برتن بھر جاتا ہے۔ اسیطرح

سے نادان لوگ تھوڑا تھوڑا پاپ کر کے مجسّم پاپ بن جاتے ہیں ٭

(۲۱) بھلائی کو کبھی حقیر نگاہ سے نہ دیکھو اور نہ کبھی یہ خیال کرو۔ کہ اتنا تھوڑا بھلا کرنے سے کیا ہوگا۔ جس طرح قطرہ قطرہ پانی سے برتن بھر جاتا ہے۔ اُسی طرح تھوڑا تھوڑا بھلا کرنے سے دانا شخص مجسّم بھلائی بن جاتا ہے ٭

(۲۲) جو شخص دُنیوی خوشیوں اور لذّات کے لئے زندگی بسر کرتا ہے۔ اُسکے اپنے ہی حواس اُس کے قابو میں نہیں ہوتے۔ وہ کمزور اور سُست ہوتا ہے اور کھانے پینے میں بے اعتدالی کرتا ہے۔ جیسے ہوا ایک کمزور اور بوسیدہ درخت کو گرا دیتی ہے ویسے ہی پرلوبھن (مار) ایسے شخص کو گرا دیتا ہے۔ لیکن جو شخص دُنیوی خوشیوں اور لذّات کے لئے زندگی بسر نہیں کرتا۔ اُس کے حواس اُس کے اپنے قابو میں ہوتے ہیں۔ ایسا شخص کھانے پینے میں اعتدال رکھتا ہے۔ اور وہ بشواسی (عقیدتمند) اور مضبوط ہوتا ہے۔ جیسے ہوا ایک اٹل پہاڑ کو نہیں گرا سکتی۔ ویسے ہی پرلوبھن ایسے شخص کو نہیں ہلا سکتا ٭

(۲۳) جو جاہل اپنی جہالت کو جانتا ہے۔ وہ کم از کم اُس حد تک دانا ہے لیکن جو نادان ہو کر اپنے آپ کو دانا سمجھتا ہے وہ درحقیقت نادان ہے ٭

(۲۴) پاپی کے نزدیک پاپ پیاری شے ہے۔ اور مثل شہد کے میٹھا معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ جب تک کہ پاپ کو پھل نہیں لگتا۔ اُس کو اچھا سمجھتا ہے۔ لیکن جب پاپ کا پھل مل جاتا ہے۔ تب وہ اُس کو پاپ سمجھتا ہے۔ اسی طرح نیک آدمی نیکی کو تلخ اور تکلیف دہ تب ہی تک خیال کرتا ہے جب تک نیکی پھل نہیں لاتی۔ لیکن جب نیکی کا پھل پاتا ہے تب وہ اُس کے لُطف کو سمجھتا ہے ٭

(۲۵) ایک حاسد دوسرے حاسد کو بہت نقصان پہنچا سکتا ہے اور ایک دُشمن اپنے دُشمن کو۔ لیکن ایک گمراہ دل اِس سے بھی زیادہ اپنا نقصان کرتا ہے۔ ماں باپ یا ہمارا کوئی رشتہ دار ہمارا زیادہ بھلا کر سکتا ہے۔ لیکن وہ شخص جس نے اپنا دل سادھا ہُوا ہو۔ اُس سے بھی زیادہ اپنا بھلا آپ کرتا ہے ٭

(۲۶) جِس طرح وہ بیل اُس درخت کی زندگی کو تباہ و برباد کر دیتی ہے جو اُسکی زندگی کا موجب ہے۔ اُسی طرح وہ شخص جس میں مادّہ شرارت بہت بڑھا ہوا ہو اپنا آپ ہی دُشمن ہے۔ کیونکہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو اُس پست حالت میں کھینچ لے جاتا ہے جہاں اُس کا دشمن اُس کے پہنچ جانے کی خواہش کرتا ہے ٭

(۲۷) تم اپنے خیالات کو اُن چیزوں کی طرف رجوع نہ کرو۔ جو نفسانی سُکھ دیتی ہیں۔ تاکہ تم کو اُس وقت جبکہ تمہارے دل میں اُن کی علیٰحدگی سے جلن پیدا ہو یہ نہ کہنا پڑے۔ "یہ دُکھ ہے"۔ شریر آدمی اپنے کاموں سے خود ہی جلتا ہے اور ایسا محسُوس کرتا ہے۔ کہ گویا وہ آگ سے جل رہا ہے ٭

(۲۸) جیسے کھیت آندھیوں اور گھاس پُھوس سے برباد ہو جاتے ہیں۔ ویسے ہی اِنسان بھی غضب۔ کینہ۔ غرور اور شہوت سے تباہی میں پڑتا ہے۔ دُنیوی خوشیاں ناداں شخص کو برباد کر دیتی ہیں۔ اور بیوقوف شخص دُنیوی خوشیوں کے لالچ میں اپنے آپکو ایسے تباہ کر لیتا ہے۔ کہ گویا وہ اپنا دشمن آپ ہی ہے ٭

(۲۹) کسی شخص کو اس بات کا خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ فلاں چیز مرغوب ہے۔ یا نامرغوب۔ پسندیدہ ہے۔ یا ناپسندیدہ۔ کیونکہ سُکھ کا شوق دُکھ پیدا کرتا ہے۔ اور تکلیف کی دہشت خوف کا موجب ہے۔ جو شخص سُکھ کے پیار اور تکلیف

کے خوف دونوں سے آزاد ہے۔ اُس کو نہ دُکھ ہے نہ ڈر ٭

(۳۰) جو خود پسندی کے پیچھے جاتا ہے۔ اور چنتا رشیل ہونے کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ اور زندگی کے مقصد کو بھول کر دُنیوی خوشیوں کے لئے اپنی طاقتوں کو خرچ کرتا ہے۔ ایسا شخص ایک وقت اُس شخص پر رشک کریگا۔ جس نے دھیان پراین (مراقبہ کا عادی) ہونے کے لئے کوشش کی ہے ٭

(۳۱) دُوسروں کے نقص بہت آسانی سے نظر آجاتے ہیں۔ لیکن اپنے نقص دیکھنے مشکل ہیں۔ ایک شخص اپنے ہمسائے کے نقصوں کو مثل بھوسے کے اُڑانے کے لئے اُچھالتا ہے۔ لیکن اپنے نقصوں کو اِس طرح چھپاتا ہے جیسے کہ ایک دغا باز اپنے کھوٹے پاسوں کو جوئے باز (قمار باز) سے چھپاتا ہے٭

(۳۲) اگر ایک شخص دوسروں کے نقصوں کو ہی دیکھتا اور ہمیشہ ناراض ہوتا رہے۔ تو ایسا کرنے سے اُس کے اپنے خراب جذبات ترقی کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے جذبات کو بناش نہیں کرسکتا ٭

(۳۳) دوسروں کی بدخصلتی اِرتکاب جرم۔ غفلت اور پاپوں وغیرہ کے خیال رکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ جو دانا ہیں۔ وہ ہمیشہ اپنے گناہوں غفلت اور لاپرواہی کی زندگی سے دُکھی ہوتے ہیں۔ اور زیادہ تر اُنکا ہی خیال رکھتے ہیں ٭

(۳۴) نیک لوگ مثل برفانی پہاڑوں کے دُور سے ہی چمکتے ہیں۔ اور بُرے مثل اُن تیروں کے جو رات کو چھوڑے جاتے ہیں۔ دکھائی نہیں دیتے ٭

(۳۵) اگر کوئی شخص دوسروں کو تکلیف پہنچا کر خود سُکھ حاصل کرنا چاہتا

ہے۔ تو وہ خود غرضی کے پھندے میں پھنس کر نفرت سے کبھی آزاد نہ ہوگا۔
(۳۶) غصّہ کو محبت سے۔ بدی کو نیکی سے۔ حریص کو سخاوت سے۔ جھوٹے کو راستی سے فتح کرو۔
(۳۷) ایک پُرانا مقولہ ہے کہ غُصّہ صرف محبت سے۔ بدی صرف نیکی سے۔ لالچ صرف فیّاضی سے۔ اور جھوٹھ صرف سچ سے ہی مغلوب ہوسکتا ہے۔ حسد حسد سے رفع نہیں ہوسکتا۔ حسد صرف محبت سے ہی مغلوب ہوتا ہے۔
(۳۸) سچ بولو۔ غصّہ مت کرو۔ اگر تمہارے پاس کوئی کچھ مانگنے آوے تو اُس کو کچھ دو۔ اِن تینوں صِفتوں سے تم دیوتا بن جاؤگے۔
(۳۹) دانا کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی خُودی کی غلاظت کو وقتاً فوقتاً اور تھوڑا تھوڑا کرکے اِس طرح دُور کرتا رہے جس طرح ایک سُنار سونے اور چاندی کی میل کو۔
(۴۰) دوسروں کو دھرم اور انصاف کے ساتھ ہدایت کرو۔ نہ کہ سختی سے۔
(۴۱) جو دھارمک اور گیانی ہے۔ جو انصاف پسند ہے۔ جو سچ بولتا ہے اور جو اپنے کام کو کرتا ہے۔ دُنیا اُس کو ضرور پیار کریگی۔
(۴۲) جیسے شہد کی مکھی پھُول کی پتّیوں۔ اُس کے رنگ اور خوشبو کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا کر شہد جمع کرلیتی ہے۔ ویسے ہی دانا شخص کو چاہیئے کہ اِس دُنیا میں رہے اور دُنیا کو کچھ نقصان نہ پہنچائے۔
(۴۳) اگر ایک مسافر کو راستے میں کوئی ایسا شخص نہ ملے۔ جو اُس سے بہتر یا اُس کی برابر ہو۔ تو یہ بہتر ہے۔ کہ وہ اکیلا ہی سفر کرے۔ کیونکہ ایک بیوقوف رفیق فی الاصل رفیق نہیں ہے۔

(۴۴) جیسے جاگنے والے کے لئے رات لمبی ہے۔ اور تھکے ماندے کے لئے ایک میل بھی لمبا ہے۔ ویسے ہی اُس نادان شخص کے لئے جو سچّے دھرم کو نہیں جانتا یہ زندگی بہت لمبی ہے ٭

(۴۵) ایسے شخص کا جس نے اعلےٰ دھرم حاصل کیا ہے۔ ایک دِن کا جینا اُس شخص کے سو سال جینے سے بہتر ہے کہ جس نے اعلےٰ دھرم حاصل نہیں کیا ٭

(۴۶) بعض لوگ زبردستی اور مصنوعی طور سے اپنے دھرم کی عمارت بناتے ہیں۔ اور پیچیدہ خیالات اور عقائد پیش کرتے ہیں۔ اور پھر ایسا گمان کرتے ہیں۔ کہ صرف اُن کے مت کے قبول کر لینے سے ہی نیک نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن راستی ایک ہی ہے۔ اور اِس دُنیا میں مختلف طرح کے ست (راستی) نہیں ہیں۔ مختلف عقائد اور اصولوں پر سوچ بچار کر کے ہم نے اُس شخص کا جُوا اُٹھایا ہے۔ جو تمام گناہوں سے آزاد ہُوا ہے لیکن کیا ہم اُس کے ساتھ چل سکینگے ؟

(۴۷) سب طریقوں سے بہتر طریق اشٹانگ مارگ ہے۔ اِس کے سواء اور کوئی راستہ نہیں۔ کہ جس سے گیان پوِتر (پاک) ہو سکے۔ اِسی راستے پر چلے چلو۔ اور باقی جو کچھ ہے۔ مار کا دھوکھا ہے۔ اگر تُم اِس راستے پر چلے چلوگے۔ تو تمہارے دُکھوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ تتھاگت کہتا ہے۔ کہ جب میں نے جسم میں سے (دُکھ کا) کانٹا نکال لینا جان لیا تھا۔ تب میں نے یہ دھرم پرچار کیا ٭

(۴۸) میں نے صرف آتم سنجم یا فاقہ کشی یا زیادہ علم سے مُکتی کے آنند

کو نہیں جاناکہ جو آنند کسی دُنیادار کو معلوم نہیں۔ اے بھکھشُو! تُو اُسوقت تک بیفکر اور بیباک مست ہو۔ جب تک تُو ترشنا سے نزبان حاصل نہ کرلے۔ پاپ آلودہ باسناؤں کا نزبان سب سے اعلےٰ دھرم ہے *

(۴۹) دھرم کا دان سب دانوں سے بڑھ کر ہے۔ دھرم کا مٹھاس سب مٹھائیوں کے مٹھاس سے میٹھا ہے۔ دھرم کا آنند سب آنندوں سے بڑھ کر آنند ہے۔ ترشنا کے نزبان سے ہر ایک قسم کا دُکھ مغلوب ہوجاتا ہے *

(۵۰) بہت تھوڑے لوگ ہیں جو اِس دُنیا کے سمندر سے پار ہوکر منزل مقصود پر پہنچتے ہیں۔ لوگوں کی کثیر تعداد کنارے کے اِدھر اُدھر ہی دوڑتی رہتی ہے۔ لیکن اُس شخص کے لئے کہ جس نے اپنے سفر کو طے کرلیا ہے۔ کچھ دُکھ نہیں *

(۵۱) جیسے سوسن کا پھول کوڑے کے ڈھیر پر اُگتا ہے۔ اُسی جگہ چمکتا۔ اور اپنی خوشبو دیتا ہے۔ ویسے ہی پرم گیانی بُدّھ کا شاگرد اپنے گیان سے اُن لوگوں میں جو مثل کوڑے کے اور تاریکی میں ہیں چمکتا ہے *

(۵۲) جو لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں ہم کو چاہیئے کہ ہم اُن سے نفرت نہ کریں بلکہ سُکھ سے باس کریں۔ اور جو لوگ ہماری حقارت کرتے ہیں۔ ہم اُنکو حقارت نہ کریں اور آرام سے رہیں *

(۵۳) جو لوگ بیمار اور دُکھیا ہیں۔ اُن میں ہم لوگوں کو بغیر دُکھ اُٹھانے کے اور آرام سے رہائش کرنی چاہیئے۔ دُکھیاروں اور بیماروں میں رہ کر ہم کو دُکھ سے آزاد ہوکر آرام کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہیئے *

(۵۴) جو لوگ طامع اور حریص ہیں۔ اُن میں ہم کو بغیر طمع اور حرص کے

آرام سے باس کرنا چاہئے۔ طامع اور حریصوں میں رہ کر بھی خوبی یہ ہے کہ ہم طمع اور لالچ سے آزاد ہو کر آرام کے ساتھ زندگی بسر کریں ❊

دھرم پد کے دیگر بچن

(۱) "فلاں شخص نے میری بےعزتی کی ہے۔ فلاں شخص نے مجھے مارا ہے۔ فلاں شخص نے مجھے شکست دی ہے۔ فلاں شخص نے میری دولت چھین لی ہے" جب تک یہ سب بھاؤ تمہارے دل میں موجود رہینگے۔ تب تک دشمنی کے بھاؤ سے چھٹکارا نہیں۔ دشمنی کے ذریعہ کبھی دشمنی کا بھاؤ دور نہیں ہوتا۔ پریم سے ہی ہمیشہ دشمنی کا بھاؤ دور ہوتا ہے ❊

(۲) جو شخص پاپ سے آزاد نہیں ہوا۔ اور اپنی زندگی میں اعتدال نہیں رکھتا۔ جس کے دل میں سچائی کا پیار نہیں۔ ایسا شخص اگر بھگویں کپڑے پہن لے اور سنیاسی ہو جائے۔ تو وہ سنیاسی کے نام کو دھبہ لگاتا اور بدنام کرتا ہے ❊

(۳) پاپ کرنے والا اس دنیا میں انوتاپ (توبہ) کی آگ میں جلتا ہے جب وہ اپنے پاپوں کو یاد کرتا ہے۔ اسی وقت اس کے دل میں انوتاپ کی آگ جل اٹھتی ہے ❊

(۴) یہ دل بہت چنچل ہے۔ ہمیشہ بھرمتا رہتا ہے۔ اس چنچل کو قابو میں لانے سے ہی کلیان ہوتا ہے۔ اگر دل کو قابو میں کر لیا جاوے۔ تو اس سے بہت سکھ ملتا ہے ❊ بھلا

(۵) کم سمجھ لوگ یہ خیال کر کے کہ "یہ لڑکا میرا ہے۔ یہ دولت میری ہے"۔

بہت دُکھ پاتے ہیں۔ نادان! جب تُو خود ہی اپنا نہیں۔ تو بھلا پھر لڑکا اور دولت تیرے کیسے!

(۶) جیسے دولتمند مہاجن خطرناک راستے میں نہیں چلتا۔ اور جیسے وہ شخص جس کے دل میں زندہ رہنے کی خواہش ہے۔ زہر نہیں کھاتا۔ ایسے ہی دانا شخص پاپ آلودہ کاموں کی پیروی نہیں کرتے ✤

(۷) کِسی کو سخت بات مت کہو۔ کیونکہ سخت بات کہنے سے سخت بات سُننی پڑتی ہے۔ غصّہ والا کلام تکلیف دہ ہے۔ اور چوٹ مارنے سے چوٹ برداشت کرنی پڑتی ہے ✤

(۸) جیسے چرواہا لکڑی سے گؤں کو اکٹھا کرتا ہے۔ ویسے ہی عمر اور موت انسانی زندگی کو سمیٹ لیتی ہے ✤

(۹) ننگے بدن رہنا۔ جٹا رکھنا۔ بھسم ملنا۔ بھوکھا رہنا۔ زمین پر سونا یہ سب باتیں اُس شخص کے دل کو پوتر (پاک) نہیں کرسکتیں۔ جس نے اپنی خواہشات پر تصرّف حاصل نہیں کیا ✤

(۱۰) جیسے سدھایا ہوا گھوڑا چابک مارنے سے تیز قدم چلتا ہے۔ ویسے ہی دانا شخص مصیبت میں گرفتار ہونے سے بشواس کے ساتھ دھرم کے راستے میں ترقی کرتے ہیں ✤

(۱۱) یہ دُنیا چاروں طرف جل رہی ہے۔ ایسی حالت میں اِتنی خوشی اور ہنسی کیوں؟ اے لوگو! تم جو تاریکی کی حالت میں ہو۔ کیوں نہیں روشنی کی تلاش کرتے؟

(۱۲) جن لوگوں نے جوانی کی حالت میں دھرم حاصل نہیں کیا۔ وہ مثل

اُس بگلے کے اپنی جان ضائع کرینگے جو ایسے دریا کے کنارے پر رہتا ہے۔ جس میں مچھلیاں نہیں ۔

(۱۳) یہ دُنیا حباب (بلبلا پانی کا) اور سُراب (مرگ ترشنا) کی مانند ہے جو اِس دُنیا کو حقیر سمجھتا ہے۔ موت اُس سے دُور رہتی ہے ۔

(۱۴) فتح سے دِل میں ہمیشہ ہنسا یعنی انتقام کا بھاؤ پیدا ہوتا ہے۔ اور جو شکست کھاتا ہے۔ وہ ہمیشہ ناخوش اور دِلگیر رہتا ہے۔ اِس لئے جس نے فتح اور شکست کی خواہش کو چھوڑ دیا۔ وہی سُکھی ہے ۔

(۱۵) دُنیا کی کسی چیز میں آسکت (گرویدہ) نہ ہو۔ پیاری چیز کی جُدائی سے دُکھ پیدا ہوتا ہے۔ جو شخص کسی چیز میں آسکت (گرویدہ) نہیں۔ اور کسی سے نفرت نہیں کرتا وہ تمام بندھنوں سے آزاد ہے ۔

(۱۶) جو شخص غصے کو جوش کی حالت میں تیز رفتار گاڑی کی طرح روک سکتا ہے۔ وہی سچا سارتھی (گاڑی بان) ہے۔ دوسرے صرف لگام پکڑے ہوئے ہیں ۔

(۱۷) آہا! آخری عمر تک دھرم کے راستہ پر قایم رہنے میں کسقدر سُکھ ہے ۔

(۱۸) دِل کے اندر مضبوط بشواس رکھنے۔ گیان حاصل کرنے اور پاپ چھوڑنے میں کیسا سُکھ ہے ۔

(۱۹) جو مجھے نقصان پہنچاتا ہے۔ میں اُس کے بدلے میں اُس پر غصہ نہ ہونگا۔ بلکہ اُس کا بھلا کرونگا۔ جو مجھ کو جس قدر نقصان پہنچائیگا۔ میں اُسی قدر اُس کا بھلا کرونگا ۔

(۲۰) جو شخص ہمیشہ دُنیوی عیش و عشرت اور آرام طلبی میں گرویدہ ہے اور جو پرم گیان حاصل کرنے کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ وہ مثل اُس پانی

سے بھرے ہوئے برتن کے ہے۔ کہ جس میں کیچڑ اور جواہرات ملے ہوئے ہیں۔ جس طرح برتن کا پانی جب تک ہلتا رہتا ہے۔ تب تک اُس میں وہ جواہرات اور قیمتی اشیاء دکھائی نہیں دیتیں۔ اُسی طرح جب تک دل میں دُنیوی خوشیوں اور خواہشات کا جوش زور پر رہتا ہے۔ اُس وقت تک پرم گیان کی خوبصورتی محسوس نہیں کی جا سکتی۔ جیسے آگ سے اُبلتے ہوئے پانی میں کسی چیز کا عکس نہیں پڑتا۔ ویسے ہی جب تک نیچ باسنائیں زوردار رہتی ہیں۔ اُس وقت تک اصلی گیان پیدا نہیں ہو سکتا ؎

دیگر مقولے

(۱) جانوروں کی قربانی سے خودی کی قربانی افضل ہے۔ جو شخص اپنی ناپاک خواہشوں کی قربانی چڑھاتا ہے۔ اُس کے نزدیک جانوروں کا مارنا مہا پاپ (گناہِ کبیرہ) ہے ؎

(۲) خون میں پاکیزہ بنانے کی شکتی (طاقت) نہیں ہے۔ مگر خواہشات کی بیخکنی دل کو پاک بنا دیتی ہے۔ اور بجائے دیوتاؤں کی پوجا کے راستی کے نیموں کا پالنا بہتر ہے ؎

(۳) تیرا یہ جسم فنا پذیر ہے۔ اور کسی قسم کی قربانی اس کو نہیں بچا سکتی۔ اس لئے روحانی زندگی کو تلاش کر۔ جہاں خودی ہے سچائی وہاں نہیں رہ سکتی۔ مگر جہاں سچائی آجاتی ہے خودی وہاں سے خود ہی غائب ہو جاتی ہے۔ اِس لئے تو رُوح کو راستی میں قائم کر۔ اور راستی کو پھیلا۔ اور اپنی ساری رُوح کو اُسی میں لگا کر سچائی کا ہی پرچار کر۔ کیونکہ راستی میں ہی تو ابد تک

زندہ رہیگا *

(۴) اے دُنیادارو! تم کیسے مُہلک دھوکھوں میں گرفتار ہو۔ تمہارا جسم ایک دن ضرور خاک میں مِل جائیگا۔ ہائے! اِس پر بھی تم بیفکر اور لاپرواہ ہوکر زندگی بسر کر رہے ہو؟ ہر ایک چیز تبدیلی پذیر ہے۔ لوگوں پر بڑھاپا آتا ہے۔ بیمار ہوتے ہیں۔ اور پھر مر جاتے ہیں۔ عُقدۂ زندگی کو حل کرنے کے لئے اِس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے؟

(۵) افسوس! ہم کیسے دھوکے میں ہیں۔ جبکہ ہم خودی اور غرور میں آکر یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ "میں اتنا بڑا ہوں میں نے یہ عجیب کام کیا ہے"۔ یہ خودی کا خیال ہی ہمارے عقلی قواء اور راستی کے درمیان آکر روک بن جاتا ہے۔ اِس خودی کے خیال کو دِل سے دُور کرو۔ اور پھر تُم چیزوں کو اُن کی اصلی صورت میں دیکھ سکوگے *

(۶) جس کی خودی راستی کے مقابل میں غارت ہو جاتی ہے۔ جِسکی خواہش اِس پر مائل رہتی ہے۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ جِس کی صرف یہی ایک خواہش ہوتی ہے۔ کہ میں اپنے فرائض کو پُورا کروں۔ جو دانا ہے وہ اِسی راستے پر چل کر دُکھ کا خاتمہ کرتا ہے۔ اور اُسی کے لئے مُکتی ہے *

(۷) مبارک ہے وہ جو اپنے ہمجنسوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔ مبارک ہے وہ جو بُرائی (گناہ) پر فتح حاصل کرتا اور نیچ باسناؤں (خواہشوں) سے چھُٹکارا پاتا ہے۔ اور سب سے زیادہ مبارک ہے وہ ویر پُرش (بہادر) جس نے اپنی تمام نفسانیت اور خودی کو جے (فتح) کر لیا ہے *

(۸) جو شخص نفرت اور اُلفت کے بندھن (قید) میں ہے۔ اُس سے

سچائی پوشیدہ رہتی ہے ✤

(۹) جو شخص تنہا جنگلوں میں رہتا ہے۔ مگر اُس کا دل دُنیوی بیہودگیوں کے لئے بھٹکتا رہتا ہے۔ وہ بن باسی ہو کر بھی دُنیا دار ہے۔ اور جو شخص دُنیوی سامان رکھ کر اپنے دل کے لحاظ سے پاک خیالات میں مستغرق ہو کر دُنیا سے اعلےٰ مقام پر چلا جاتا ہے۔ درحقیقت وہی سادھو کے نام سے پکارے جانے کے لائق ہے ✤

(۱۰) ایک بھکشو اور دُنیا دار میں کچھ بھی فرق نہیں رہتا۔ بشرطیکہ دونو نے خودی کے خیالات کو دل سے نکال ڈالا ہو ✤

بُدھ کے دس اُپدیش

اِن دس اُپدیشوں کی پیروی کرنا بھکشوؤں کے لئے فرض ہے اور گھرستیوں کے لئے صرف پہلے پانچ اُپدیشوں کی تعمیل ضروری ہے ✤

(۱) کسی جاندار کو مت مارو۔ (۲) کوئی چیز مت لو۔ جب تک کہ تم کو نہ دی جائے۔ (۳) جھوٹھ نہ بولو۔ (۴) نشہ دار چیزوں کا استعمال نہ کرو۔ (۵) بھچار (زناکاری) سے پرہیز کرو۔ (۶) شام کے بعد کھانا نہ کھاؤ۔ (۷) پھولوں کی مالا نہ پہنو۔ اور خوشبو دار چیزوں کا استعمال نہ کرو۔ (۸) اگر سونے کی ضرورت ہو تو زمین پر چٹائی بچھا کر سوؤ۔ (۹) ناچ۔ مجرا۔ گانا۔ بجانا اور ناٹک کے تماشوں سے پرہیز کرو۔ (۱۰) سونے چاندی کے استعمال سے پرہیز کرو[1] ✤

---

[1] اِن دس اُپدیشوں کو دس شیل کہتے ہیں۔ پالی بھاشا میں دس شیل یہ ہیں۔ (۱) کسی جاندار کو مارنا منع ہے۔ (۲) چوری کرنا منع ہے (۳) زنا کرنا منع ہے (۴) جھوٹھ بولنا منع ہے۔ (۵) شراب

دس مہا پاپ (گناہِ کبیرہ)

(۱) کسی جاندار کی جان لینا۔ (۲) چوری کرنا۔ (۳) زنا (بجہ چار) یہ تینوں جسم کے متعلق پاپ ہیں۔ جھوٹھ۔ دوسروں کی غیبت۔ گالی دینا۔ فضول اور بیہودہ بات چیت۔ یہ چار زبان کے متعلق پاپ ہیں۔ لالچ۔ حسد۔ اور رشک۔ یہ تین دل کے متعلق پاپ ہیں ؞

گالی دینے کے بارے میں اُپدیش

بُدّھ نے سوسائٹی کی حالت پر غور کیا اور دیکھا کہ غصّہ اور عداوت کی وجہ سے کہ جو غرور اور خود پسندی کے بس ہو کر دوسروں کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ اس دُنیا میں بڑا دُکھ اور عذاب پیدا ہوا ہے ؞

بُدّھ نے کہا۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوقوفی سے میرے ساتھ بدسلوکی کرتا ہے۔ تو میں ناراض نہیں ہوتا۔ بلکہ اُس کو پیار کرتا ہوں۔ اور جس قدر وہ میرے ساتھ زیادہ بُرائی کرتا ہے۔ میں اُسی قدر زیادہ اُس کے ساتھ نیکی کرتا ہوں مجھ تک ہمیشہ بھلائی کی خوشبو پہنچتی ہے۔ اور بُرائی کی مُضر ہوا اُسی تک جاتی ہے۔ جو بُرائی کرتا ہے ؞

ایک نادان شخص یہ معلوم کر کے کہ بُدّھ پریم کے اصول پر چلتے اور بُرائی کے عوض میں بھلائی کرتے ہیں۔ بُدّھ کے پاس آیا۔ اور اُنکو بُرا بھلا کہنے لگا ؞

(بقیہ صفحہ ۱۷) پینا اور دیگر نشہ دار چیزوں کا کھانا منع ہے۔ (۶) دوپہر بعد کھانا منع ہے۔ (۷) ناچ۔ گانا۔ بجانا۔ تماشا دیکھنا منع ہے۔ (۸) پھولوں کی مالا پہننا اور خوشبودار چیزوں کا ملنا منع ہے (۹) سونا چاندی اور روپیہ لینا منع ہے۔ (۱۰) اونچے آسن پر بیٹھنا اور نرم نرم بستر پر سونا منع ہے ؞

بُدّھ نے اُس کی نادانی پر ترس کھایا اور خاموش رہے۔ جب وہ شخص گالیاں دے چکا۔ تو بُدّھ نے اُس سے پوچھا "اے فرزند! اگر کوئی شخص کسی نذرانہ کے لینے سے کہ جو اُس کے سامنے پیش کیا جاوے انکار کرے تو اُس کا مالک کون ہوگا؟"

اُس شخص نے جواب دیا "تو اُس صورت میں اُس کا مالک وُہی شخص ہوگا۔ کہ جس نے اُس نذرانے کو پیش کیا ہے" بُدّھ نے کہا "برخوردار! تم نے مجھ کو گالیاں دی ہیں۔ لیکن مجھ کو اُن کے لینے سے انکار ہے۔ اور مَیں تم سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ تم ہی اِن کو اپنے پاس رکھو۔ کیا یہ تمہارے لئے دُکھ کا موجب نہ ہوگا؟"

"جیسے آواز کے ساتھ گونج اور جسم کے ساتھ سایہ کا رہنا ضروری ہے ویسے ہی یقیناً بُرائی کرنے والے کو دُکھ جا گھیرتا ہے" یہ سُن کر اُس شخص نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن بُدّھ نے اپنے بیان کو جاری رکھا اور کہا:-

جو شریر آدمی کسی نیک آدمی کو بُرا بھلا کہتا ہے۔ وہ اُس شخص کی طرح ہے۔ کہ جو اُوپر کو مُنہ کرکے آسمان کی طرف تھُوکتا ہے۔ اُس تھُوکنے سے آسمان رنگیلا نہیں ہوجاتا۔ بلکہ وہ تھُوک اُسی کے مُنہ پر آپڑتا اور اُسی کے جسم کو ناپاک کرتا ہے ✤

بُرائی کرنیوالا مثل اُس شخص کے ہے۔ کہ جو دوسرے کی طرف ہوا کی سمت مخالف میں مٹی اُڑاتا ہے۔ اور وہ مٹی پھینکنے والے کے سر پر ہی آپڑتی۔ اور اُسی کی خرابی کا باعث بنتی ہے ✤

اگر کوئی شخص ایک بھلے اور شریف آدمی کو نقصان پہنچانا چاہے۔ تو

اُس نیک اور بھلے آدمی کا کچھ نقصان نہیں ہوتا بلکہ اُلٹا ایسا کرنے سے ایذا پہنچانے والے کا ہی نقصان ہوتا ہے - یہ سُن کر گالی دینے والا شرمندہ ہو کر چلا گیا - لیکن بعد ازاں وہ پھر آیا - اور اُس نے بُدھ - دھرم اور سنگھ کی شرن لی ٭

بلی دان یا قُربانی

ایک دفعہ بودھی ستّو ایسے وقت پروہتوں کے پاس پہنچے جب کہ وہ مندروں میں پروہتائی کا کام کر رہے تھے - اور بلی دان دے رہے تھے - شاکیہ مُنی کے نرم دل کو یہ بیرحمی کا نظارہ جو دیوتاؤں کی بیدی کے سامنے کیا جا رہا تھا دیکھ کر بہت چوٹ لگی - اور اُنہوں نے کہا "جہالت کے باعث یہ لوگ اِس قدر خوشی مناتے اور قربانیوں کے لئے اس قدر بڑے بڑے جلسے کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں - جانوروں کا خون بہا کر دیوتاؤں کو خوش کرنے کی بنسبت راستی کی عزت کرنا بہت بہتر ہے ٭

اُس انسان کے دل میں کیا خاک پریم ہو سکتا ہے - کہ جو یہ یقین کرے کہ بُرے کاموں کا پرائشچت (کفّارہ) کسی کی جان تلف کرنے سے ہو سکتا ہے! کیا ایک نیا پاپ کسی گزشتہ پاپ کی تلافی کر سکتا ہے ؟ اور کیا کسی معصوم اور بے زبان جانور کے مارنے سے نوع انسان کے پاپ دُور ہو سکتے ہیں ؟ ایسا کرنا گویا اخلاقی زندگی کے قانون کو توڑ کر دھرم کرنا ہے ٭

اپنے دلوں کو پوِتر (پاک) کرو - اور کسی کی جان مت لو - یہی سچا دھرم ہے ٭ زبانی اور لفظی پرارتھنائیں الفاظ کو فضول طور پر دُہرانا ہے - جنتروں اور منتروں میں مُکتی دینے کی طاقت نہیں - لوبھ (لالچ) اور کام (مخصوص خواہش)

کا تیاگ کرنا۔ خراب باسناؤں (خواہشات) سے آزاد ہونا۔ نفرت اور بدنیتی کو چھوڑنا ہی سچا تیاگ اور سچی پوجا ہے ۔

5/6
3

والدین اور اولاد کے فرائض

ماتا پتا (ماں باپ) کا فرض ہے کہ اولاد کو پاپ کے کاموں سے منع کریں۔ اُن کو دھرم ۔صنعت و حرفت اور علوم و فنون کی تعلیم دیں۔ لڑکے کے لایق لڑکی اور لڑکی کے لایق لڑکے سے شادی کریں۔ اور اُن کو اپنی جائداد کا وارث بنائیں ۔

اولاد کا فرض ہے۔ کہ ماں باپ کی خدمت کریں۔ تمام پریوارک فرائض کو ادا کریں۔ جائداد کی حفاظت اور نگرانی کریں۔ ماتا پتا کی جانشینی کے لایق بنیں۔ جب وہ پرلوک کو چلے جائیں۔ تو بھگتی کے ساتھ اُنکو یاد کریں ۔

گرو اور شِشّ (اُستاد و شاگرد) کے فرائض

شِشّ کو مفصلۂ ذیل پانچ طریق سے گرو کی عزت کرنی چاہیئے:۔

(۱) گرو کے سامنے کھڑا رہے۔ (۲) گرو کی سیوا (خدمت) کرے (۳) اُسکے حکم کی پابندی کرے (۴) اُن کی ضروریات کو پورا کرے۔ (۵) گرو جو اُپدیش دے۔ اُس کو دلی توجہ کے ساتھ سُنے۔ گرو شِشّ کو محبت اور پیار کے ساتھ ایسی شِکھشا (تعلیم) دے۔ جو مفید اور اُس کے لئے بھلائی کا موجب ہو۔ علوم و فنون کی تعلیم دے۔ اُس کے دوستوں کے پاس اُس کی تعریف کرے۔ اور اُسکو مصیبت سے بچانے کے لئے ہمیشہ کوشش کرے ۔

اِستری اور سوامی (بیوی اور خاوند) کے فرائض

سوامی کا فرض ہے۔ کہ اِستری کو عزّت کی نگاہ سے دیکھے۔ اُس کے ساتھ محبت اور نرمی کا برتاؤ کرے۔ اور بشواس گھات کنا (بیوفائی) نہ کرے۔ اِس بات کا خیال رکھے کہ دوسرے لوگ اُس کی عزّت کریں۔ اُس کے لئے مناسب زیور اور کپڑے مہیا کرے ٭

اِستری کا فرض ہے۔ کہ وہ خوبصورتی۔ ترتیب اور دانائی کے ساتھ خانہ داری کا انتظام کرے۔ اور گھر آئے عزیزوں۔ خویشوں۔ مہمانوں اور ملنے جلنے والوں کی خاطر تواضع اور خدمت کرے۔ اِستری کو پتی برتا۔ ستی (باعصمت) (باعفت) اور کفایت شعار ہونا اور ہر ایک کام دلی توجہ۔ ہوشیاری اور سرگرمی سے کرنا چاہیئے ٭

دوست کے فرائض

دوست کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنے دوست کے ساتھ ہمیشہ بھلی اور مفید بات چیت کرے۔ اُس کو تحفے تحائف دیتا رہے۔ اُس کی بھلائی کرے۔ اُس کو اپنی برابر سمجھے۔ اپنی جائداد میں اُس کو حصہ دار بنائے۔ اُس کو غلط راستے پر چلنے سے منع کرے۔ جب وہ خطرہ میں ہو۔ تو اُس کو پناہ دے۔ اگر مفلس ہو جائے تو اُس کا ساتھ نہ چھوڑے۔ اور اُس کے پریوار (کنبہ) کے ساتھ ہمیشہ مہربانی اور نرمی سے سلوک کرے ٭

پربھو اور بھرتیہ (آقا اور نوکر) کے فرائض

آقا کا فرض ہے کہ نوکر کو اُس کی طاقت کے مطابق کام دے۔ اُسکو مناسب خوراک اور اُجرت دے۔ بیماری کے وقت اُس کی خدمت کرے۔ اچھے اچھے

کھانوں میں اُس کو بھی حِصّہ دے۔ وقتاً فوقتاً اُس کو چھٹّی دے ؂

نوکر کا فرض ہے کہ آقا کی تعظیم کے لئے کھڑا ہُوا کرے۔ آقا کے جاگنے سے پہلے جاگے۔ سونے سے پیچھے سوئے۔ آقا جو کچھ دے اُس میں خوش اور قانع رہے۔ خدمت کو خوشی اور دِلی توجہ کے ساتھ بجا لائے۔ اور آقا کی نسبت کلمات خیر و تعریف استعمال کرے ؂

بھکھشو (سنیاسی) اور گرہست (کُنبہ دار) کے فرائض

گرہستیوں (کنبہ داروں) کا فرض ہے کہ خیال۔ کلام اور عمل سے بھکھشوؤں کو محبت اور اُن کی خاطر تواضع کریں۔ جب وہ گھر پر آویں۔ تو عزّت کے ساتھ اُن کا استقبال کریں اور اُن کی ضروریات کو پُورا کریں۔ بھکھشوؤں کا فرض ہے کہ گرہستیوں کو پاپ سے بچانے کے لئے کوشش کریں۔ دھرم کے کام کرنے کے لئے اُن کو اُتساہ (ہمت) دلائیں۔ اور مہربانی کی نگاہ سے دیکھیں۔ دھرم کی تعلیم دیں اُن کے شکوک رفع کریں۔ اور سُورگ کا راستہ دکھلائیں ؂

پرچارک کا مشن

(۱) بُدّھ نے اپنے شاگردوں سے کہا (۲) جب میں اِس دُنیا سے رخصت ہو جاؤں اور تمہارے دِلوں کو دھرم کے اُپدیش دے کر اعلےٰ نہ بنا سکوں۔ تو تُم اپنے میں سے ایسے لوگوں کو کہ جو اعلےٰ خاندان اور اعلےٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہوں میری جگہ راستی کا پرچار کرنے کے لئے منتخب کرو۔ اور ایسے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ تتھاگت کا لباس پہنیں جس جگہ وہ رہتا ہو۔ وہاں باس کریں۔ اور اُس کی بیدی پر بیٹھیں ؂

(۳) تتھاگت کا لباس اعلےٰ درجہ کا تحمل اور صبر ہے۔ فراخ دلی اور تمام جانداروں کے لئے پریم اُن کے رہنے کی جگہ ہے۔ دھرم کے دقیق اور باریک معنے اور اُس کا خاص محل استعمال سمجھنا تتھاگت کی بیدی ہے ؛

(۴) پرچارک کو چاہئے۔ کہ سچائی کو بیباک دل کے ساتھ اور بلا جھجک کے بیان کرے۔ اور اُس میں یہ قابلیت ہو۔ کہ وہ لوگوں کے دلوں کو اپنی پاک زندگی اور اپنے پاک وعدوں کے لئے پاک وفاداری کی مثال سے دھرم کی طرف مائل کرے ؛

(۵) پرچارک کو چاہئے کہ وہ اپنے خاص منصب کی جائز حدود کے اندر رہے۔ اور اپنے کام میں نہایت سرگرم اور مستقل مزاج ہو۔ اُس کو چاہئے کہ بڑے آدمیوں کی صحبت نہ ڈھونڈے تاکہ اُس کے اندر خودپسندی اور غرور پیدا نہ ہو۔ کم ظرف اور بدچلن لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرے۔ کسی پرلوبھن کے وقت بُدھ کا لگاتار دھیان کرے۔ تو وہ فتحیاب ہوگا ؛

(۶) پرچارک کو چاہئے۔ کہ جو لوگ اُپدیش سُننے کے لئے آئیں۔ اُنکے ساتھ بہت مہربانی اور شفقت سے پیش آئے۔ اور اُس کا اُپدیش نفرت حقارت اور حسد انگیز کلمات سے پاک ہو ؛

(۷) پرچارک کو چاہئے۔ کہ دوسروں کی عیب جوئی کی طرف رجوع نہ ہو۔ اور نہ دوسرے پرچارکوں کو بدنام کرے۔ نہ سخت کلامی اور نہ کوئی ایسی بات چیت کرے۔ کہ جس سے کسی شخص کی ذلت یا ہجو ہوتی ہو۔ اور اُسکو چاہئے کہ دوسرے شاگردوں کو اُن کے چلن کے لئے اُن کا نام لے کر تنبیہ اور ملامت نہ کرے ؛

(۸) صاف اور بھگویں کپڑے پہن کر ہر ایک الزام سے پاک اور تمام دُنیا کے ساتھ صُلح کلُ دِل کے ساتھ بیدی پر بیٹھنا چاہیئے ❊

(۹) جھگڑے والے بحث مباحثوں میں اُس کو خوشی محسوس نہیں کرنی چاہیئے اور نہ خود اپنی قابلیت کی فضیلت دکھلانے کے لئے ایسے مباحثوں میں شامل ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُس کو چاہیئے کہ سنتھر (سائن مطمئن) اور شانت رہے ❊

(۱۰) اُس کے دِل میں کسی قسم کی مخالفت یا عداوت کا بھاؤ نہیں رہنا چاہیئے۔ اُس کو چاہیئے کہ تمام مخلوق کے ساتھ اُودار بھاؤ (فیاض خیال) رکھے۔ اور اُس کا صرف ایک یہی مقصد ہو۔ کہ تمام دُنیا بدّھ (عرفا غدلی) ہو جائے ❊

(۱۱) پرچارک کو چاہیئے کہ پُورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ اپنی طاقتوں کو کام میں لائے۔ تتھاگت اُس کے سامنے دھرم کو عمدہ ترین جلال میں دکھلا دیگا۔ اور اُس کی عزّت اُس شخص کی طرح ہوگی۔ کہ جس پر تتھاگت نے اشیرباد کیا ہے۔ تتھاگت اُس پرچارک اور اُن لوگوں پر جو شردھا کے ساتھ اُسکی بات سُنتے اور خوشی کے ساتھ دھرم کو قبول کرتے ہیں اشیرباد کرتا ہے ❊

(۱۲) جو لوگ راستی کو قبول کرتے ہیں۔ وہ پُورن گیان حاصل کرینگے اور یقیناً اس دھرم میں ایسی طاقت ہے کہ اس پاک تعلیم کا صرف ایک مصرع پڑھنے یا ایک فقرے کو اپنے دماغ میں رکھنے اور اُچارن (بیان) یا نقل کرنے سے لوگوں کے دل راستی کی طرف رجوع اور اُس پاکیزگی کے راستے میں داخل ہو سکتے ہیں۔ جو لوگوں کو ہر ایک قسم کی بُرائی سے رہائی دیتا ہے ❊

(۱۳) جو لوگ ناپاک خواہشات کے ادھین (مطیع) ہیں۔ جب وہ اِس دھرم کی آواز کو سُنینگے۔ پاک ہو جائینگے۔ جو نادان دُنیاوی آلودگیوں کی وجہ سے

گمراہ ہیں۔ جب اِس دھرم کی گہرائی پر چنتا (غور) کرینگے۔ تو وہ وِدّ گیان حاصل کرینگے۔ اور وہ لوگ جو نفرت سے منحرف ہو کر کام کرتے ہیں۔ جب (گرو خانی آنکھیں) بُدّھ کی شرن لینگے۔ تو اُن کے دل منگل کامنا اور پریم سے بھر جائینگے ٭

(۱۴) پرچارک کو چاہیئے کہ سرگرمی اور جوش (خیال بھلائی) مجسّم ہو۔ اور اُس کا دل ہر وقت بشاشت اور اُمید سے پُر رہے۔ اور اِس قابل ہو۔ کہ کام کرتے کرتے کبھی نہ تھکے۔ اور دل میں یہ کامل یقین رہے کہ آخرش کامیابی ضروری ہے ٭

(۱۵) ایک پرچارک کو اُس شخص کی طرح ہونا چاہیئے کہ جو پانی کی تلاش میں کسی خشک زمین میں کنُواں کھودتا ہے وہ جب تک خشک اور سفید ریت نکلتی ہوئی دیکھتا ہے تو اُس کو یقین ہوتا ہے۔ کہ پانی ابھی دُور ہے۔ لیکن اُس کو یہ دیکھ کر تکلیف زدہ اور نا اُمید ہو کر اُس کام کو چھوڑ دینا نہ چاہیئے۔ بلکہ ریت کو ہٹانے کے لئے بہت محنت کرنی چاہیئے۔ تاکہ وہ اور بھی زیادہ گہرا کھود سکے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ وہ جس قدر زیادہ سے زیادہ گہرا کھودتا جائیگا۔ اُسی قدر زیادہ سے زیادہ ٹھنڈا۔ زیادہ سے زیادہ صاف اور زیادہ سے زیادہ تازہ پانی نکلتا آئیگا ٭

(۱۶) جب کچھ عرصہ کھودتے کھودتے وہ دیکھتا ہے کہ اب ریت نم دار ہے تو وہ اس ریت کو پانی کے نزدیک ہونے کی نشانی سمجھتا ہے ٭

(۱۷) اِسی طرح پر جب تک لوگ راستی کے کلام کو سُننا نہیں چاہتے۔ پرچارک سمجھتا ہے کہ اُس کو اُن کے دلوں میں اور بھی زیادہ گہرائی تک جانے کی ضرورت ہے۔ لیکن جب وہ اُس کے کلام کی طرف دھیان دینا شروع کرتے ہیں۔ تب وہ سمجھتا ہے کہ وہ جلدی ہی گیان حاصل کرینگے (توجہ) ٭

(۱۸) اے بھلے خاندان کے اور اچھے تعلیم یافتہ لوگو! تم جو اِسوقت تتھاگت کے کلام کے پرچار کرنے کا برت لینے ہو۔ تتھاگت تمہارے ہاتھوں میں راستی کے پاک قانون کو منتقل کرتا ہے۔ اُسکو تمہارے سپرد کرتا ہے۔ اور تم کو اُس پر اختیار دیتا ہے ۝

(۱۹) اِس پاک قانون کو گرہن (قبول) کرو۔ اپنے پاس رکھو۔ بار بار پڑھو۔ اُس پر غوص کرو۔ اُس کو پھیلاؤ۔ اور اِس کائنات کے چاروں طرف تمام مخلوق کے پاس پرچار کرو ۝

(۲۰) تتھاگت لالچی اور تنگدل نہیں ہے۔ وہ ہر ایک شخص کو پرم گیان دینا چاہتا ہے۔ کہ جو اس کو لینے کے لئے تیار اور رضامند ہے۔ تم بھی اُس کے مانند بنو۔ راستی کو کھُلے دِل سے ظاہر اور عطا کرنے میں اُس کی مثال کی پیروی کرو ۝

(۲۱) ایسے لوگوں کو اپنے چاروں طرف جمع کرو۔ کہ جو پریم سے اِس پاک قانون کے آرام دہ اور پریم پورن (پُر از محبت) کلام کو سُننا چاہتے ہیں۔ جو لوگ اِس دھرم کو نہیں مانتے۔ اُن کے دِلوں کو راستی کے قبول کرنے کے لئے جگاؤ۔ اور راحت اور آنند سے بھر دو۔ اُن کے اندر جوش اور سرگرمی پیدا کرو۔ اُنکو اعلےٰ بناؤ۔ اور اُن کے دلوں کو اِس قدر اونچے سے اونچا لے جاؤ۔ کہ وہ راستی کو اُس کی پوری شان و شوکت اور لامحدود جلال میں اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ سکیں ۝

یہ اُپدیش سُن کر شاگردوں نے جواب دیا "اے پربھو! جو کچھ آپ نے حکم دیا ہے ہم اُس کی پیروی کرینگے۔ آپ ہم کو اپنے کلام کے لئے فرمانبردار پائینگے۔

اور ہم آپ کے حکم کی تعمیل کرینگے۔" یہ سُن کر بُدھ نے کہا۔ تتھاگت اُس طاقتور بادشاہ کی طرح ہے۔ جو انصاف اور پاکیزگی کے ساتھ اپنے مُلک پر راج کرتا ہے۔ لیکن جب حاسد دشمن اُس پر حملہ کرتے ہیں۔ تب وہ اُنکے ساتھ جنگ کرتا ہے۔ جب بادشاہ اپنے سپاہیوں کو لڑتے ہوئے دیکھتا ہے تو وہ اُن کی شجاعت اور جانبازی دیکھ کر خُوش ہوتا ہے اور اُن کو طرح طرح کے انعام دیتا ہے۔

تم سب تتھاگت کے سپاہی ہو۔ اور مار (پرلوبھن) دُشمن ہے۔ جس کو فتح کرنا چاہیئے۔ تتھاگت سپاہیوں کو اُن کی بہادری کے صلے میں نربان کا شہر عطا کرتا ہے۔ جو دھرم کا دارالسلطنت ہے اور جب دشمن مغلوب ہو جاتا ہے۔ تو دھرم راج راستی کا مہاراجہ اپنے شاگردوں کو نہایت قیمتی جواہرات کا تاج عطا کرتا ہے۔ جس سے پُورن گیان۔ نِگّیان اور شانتی حاصل ہوتی ہے۔

بھکشوؤں کو اُپدیش

ایک دفعہ بھکشو بُدھ دیو جی کے پاس آئے۔ اور ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور دریافت کیا کہ "مہاراج ایک بھکشو جس نے اپنا گھر بار چھوڑ دیا اور اپنی باسناؤں کو بھی تیاگ کر دیا ہے وہ کس طرح سے اس دُنیا میں راستی کے ساتھ زندگی بسر کرے"۔

(۱) بُدھ نے کہا۔ بھکشو کو چاہیئے کہ وہ تمام انسانی اور آسمانی خوشیوں کی باسناؤں کو مطیع کرے۔ اور جب اُس نے اپنی تمام ہستی پر فتح حاصل کر لی تب وہ دھرم کی پیروی کر سکیگا۔ ایسا بھکشو دُنیا میں راستی کے ساتھ

زندگی بسر کرسکتا ہے ٭

(۲) جس بھکشو کی تمام خواہشیں مطمئن ہو گئی ہیں۔ جو غرور سے آزاد ہے جس نے اپنی نفسانی خواہشات پر فتح حاصل کی ہے۔ اُس نے ہی اپنے آپ کو مطیع کیا ہے۔ وہی کامل طور سے سُکھی اور مضبوط دل ہے۔ ایسا بھکشو راستی کے ساتھ زندگی بسر کرسکتا ہے ٭

(۳) جس نے نربان پد کو دیکھ کر گیان حاصل کیا ہے جو کسی خاص فرقہ کا طرفدار نہیں۔ جو پاک ہے۔ جس نے اپنے اُوپر فتح حاصل کی ہے۔ جس نے اپنی اندرونی آنکھوں کے اوپر سے اگیانتا (جہالت) کا پردہ اُٹھا دیا وہی بشواسی ہے۔ اور ایسا شخص ہی اِس دُنیا میں راستی کے ساتھ زندگی بسر کرسکتا ہے ٭

(۴) دوسروں کو دھوکا مت دو۔ نفرت مت کرو۔ غصّے یا ناراضگی کے بس ہو کر کسی کو نقصان مت پہنچاؤ ٭

(۵) خوش ہے وہ خلوت پسند شانت آتما جو راستی کو جانتا اور دیکھتا ہے۔ خوش ہے۔ وہ جو اپنے اُوپر پورا تصرف حاصل کرکے ہر ایک آزمائش مُشکل اور مصیبت کے وقت قایم رہتا ہے۔ خوش ہے وہ جس کے ہر ایک دُکھ اور باسناؤں کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر اور سچّی خوشی ہے اُس شخص کی جس نے خودی کے سرکش گھمنڈ کو جے کیا ہے ٭

(۶) دھرم ہی میں تمہاری راحت ہو۔ دھرم ہی میں تم خوشی محسوس کرو۔ دھرم ہی میں تم قایم رہو۔ دھرم ہی کو تم تلاش کرنا سیکھو۔ دھرم کی صداقتوں کے بچار میں ہی تم اپنا وقت خرچ کرو۔ اور اِس قسم کا کوئی جھگڑا مت اُٹھاؤ۔ جو دھرم

کو اپوتر کرتا ہو ٭

(۷) ایک خزانہ سے جو کسی گہرے غار میں جمع کیا جاتا ہے۔ کچھ بھی فائدہ نہیں۔ بلکہ اُس کے ضائع ہوجانے کا اندیشہ ہے۔ لیکن وہ سچّا خزانہ جو سخاوت۔ پاکیزگی۔ پرہیزگاری۔ آتم سنجم اور دیگر پاک کاموں کے ذریعے جمع کیا جاتا ہے۔ ہمیشہ محفوظ ہے۔ اور کبھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ یہ خزانہ دُوسروں پر ظلم کرنے یا اُن سے چھیننے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اور نہ کوئی چور اُس کو چرا سکتا ہے۔ ایک شخص جب مرجاتا ہے۔ تو اس دُنیا کی فانی اور چند روزہ دولت یہیں چھوڑ جاتا ہے۔ لیکن پاک کاموں کے خزانہ کو وہ اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ دانا شخص کو چاہیئے کہ وہ بھلے کام کرے۔ اور وہ مثل اُس خزانہ کے ہیں جو کبھی ضائع نہیں ہوتا ٭

مستُورات کے ساتھ بھکشو کا برتاؤ

ایک دفعہ بھکشو بُدھ کے پاس آئے اور اُن سے پُوچھا "اے تتھاگت ہمارے پربھو اور مالک! آپ شرمنوں کے لئے جنہوں نے اِس دُنیا کو چھوڑ دیا ہے۔ عورتوں کے ساتھ برتاؤ اور سلوک کے بارے میں کیا ہدایت کرتے ہیں ٭

بُدھ نے کہا۔ (۱) کسی عورت کی طرف نظر اُٹھا کر مت دیکھو ٭

(۲) اگر کسی عورت پر تمہاری نظر پڑ جائے تو ایسا ہونا چاہیئے کہ گویا تم نے اُس کو دیکھا ہی نہیں اور اُس کے ساتھ کوئی بات چیت مت کرو ٭

(۳) اگر تم کو اُس سے بولنے کی ضرورت ہی پڑے۔ تو پوتر دِل کے ساتھ

بولو۔ اور اپنے دل میں یہ سوچو کہ میں شرمن ہو کر اس پاپ بھری دُنیا میں کنول کے صاف پتے کی طرح رہونگا۔ کہ جو کیچڑ میں ہی اُگتا ہے۔ لیکن اُس کے اثر سے میلا نہیں ہوتا ⁂

(۴) اگر عورت عمر میں اپنے سے بڑی ہو۔ تو اُس کو مثل اپنی ماں کے۔ اور اگر بالغ ہو تو مثل اپنی بہن کے۔ اور اگر بہت چھوٹی ہو تو مثل اپنی بیٹی کے سمجھو ⁂

(۵) جو شرمن کسی غیر عورت کو عورت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اُس کو عورت سمجھ کر چھُوتا ہے۔ اُس نے اپنے عہد کو توڑا ہے۔ اور وہ شاکیہ مُنی کا شاگرد نہیں ہے ⁂

(۶) آدمیوں میں کام (شہوت) کی طاقت بہت زبردست ہے۔ اِس سے بہت ڈرنا چاہیئے۔ اِس لئے پورے استقلال کی کمان اور دِبّ گیان کے تیز تیر ہاتھ میں لو ⁂

(۷) پاک خیالات کے خُود سے اپنے سر کو چھُپا لو اور مضبُوط ارادہ کے ساتھ پانچوں بِشوں (روپ۔ رس۔ گندھ۔ سپرش۔ شبد) کے برخلاف جنگ کرو ⁂

(۸) جب اِنسان کا دل غیر عورت کی خوبصورتی کو دیکھ کر ٹھیک حالت میں نہیں رہتا۔ تو کام اُس کے دل کو تاریک کر دیتا ہے۔ اور اُسکا دماغ مُنتشر ہو جاتا ہے ⁂

(۹) بجائے اِس کے کہ تم اپنے دل میں نفسانی خیالات کو ترقی دو۔ یا کسی غیر عورت کی صورت و شکل کو کام کی خواہش سے متحرّک ہو کر دیکھو

تمہارے لئے یہ بہت بہتر ہے کہ تُم اپنی دونوں آنکھوں کو جلتے جلتے سُرخ لوہے سے نکال ڈالو ؂

(۱۰) بجائے اِس کے کہ تُم کسی غیر عورت کے ساتھ رہو۔ اور اپنے اندر شہوت پرستی کے خیالات کو بھڑکاؤ یہ بہتر ہے کہ تُم خونخوار شیر کے مُنہ میں جا پڑو۔ یا جلّاد کے تیز چھُرے کی دھار کے نیچے آجاؤ ؂

(۱۱) دُنیا کی ہر ایک عورت چلتے پھرتے۔ اُٹھتے بیٹھتے۔ سوتے جاگتے۔ ہمیشہ اپنی صورت و شکل دکھلانے کے لئے بیاکل (بیقرار) رہتی ہے۔ یہاں تک کہ تصویر میں بھی وہ اپنے حُسن کے جادو سے لوگوں کو فریفتہ کرنا اور اِس طرح سے اُن کے ثابت قدم دل پر قبضہ کر لینا چاہتی ہے ؂

(۱۲) پس تمہیں چاہیئے کہ تم خود کو اس طرح بچاؤ کہ غیر عورت کے آنسوؤں اور تبسّم کو دشمن کی طرح سمجھو۔ اور اُس کی لچک دار کمر۔ جھولتے ہوئے بازو اور سُلجھائے بال آدمیوں کے دلوں کو پھندے میں پھنسانے کے لئے مثل جال کے خیال کرو ؂

(۱۳) اِس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ تم ہمیشہ اپنے دل کو قابو میں رکھو۔ اور اُس کو خواہشات کے پیچھے بے لگام مت چھوڑ دو ؂

معجزہ دکھانے کی ممانعت

راج گرہ میں سوبھدرا کا لڑکا جو تشک ایک گرہستی رہا کرتا تھا۔ اُسکو چندن کی لکڑی کا ایک بیش قیمت اور جواہرات سے مرصع پیالا ملا۔ جس کو اُس نے اپنے گھر کے سامنے ایک لکڑی کا بلا کھڑا کر کے اُسکے

سرے پر ٹانگ دیا۔ اور کہا کہ "اگر کوئی شرمن بلا امداد زینہ یا نوکدار (نوکدار) چھڑی کے بزور کرامات اِس کو اُتار لیگا۔ جو کچھ وہ مانگیگا اُسکو وہی دیا جائیگا"۔ لوگ بہت تعجب اور حیرانی کے ساتھ بُدھ کے پاس آئے۔ اور بہت تعریف کر کے کہنے لگے۔ کہ "واقعی تتھاگت کامل ہے"۔ کیونکہ اُس کے شاگرد معجزے کرتے ہیں۔ چنانچہ اُن کے شاگرد کاشیپ نے جو تِشک کے بلیے پر ایک کاسہ دیکھا اور اُسے ہاتھ بڑھا کر اُتار لیا۔ اور جیت کر بہار میں لے گیا۔

بُدھ اِس واقعہ کی خبر پاکر کاشیپ کے پاس گئے اور اُس پیالے کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اپنے شاگردوں کو ہر ایک قسم کے معجزے دکھانے کی ممانعت کردی۔

اِس واقعہ کے بعد یہ اتفاق ہوا۔ کہ ایک مرتبہ برسات کے موسم اور قحط کے دنوں میں علاقہ ورجی میں بہت سے بھکشو ٹھیرے ہوئے تھے۔ تکالیف قحط سے بچنے کے لئے ایک بھکشو نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ چلو گاؤں کے گرہستیوں کے سامنے یہ کہ کر ایک دوسرے کی تعریف کریں کہ "فلاں بھکشو سنت ہے۔ فلاں بھکشو نے آسمانی نظارے دیکھے ہیں۔ اور فلاں بھکشو کو خداداد غیر معمولی وصف حاصل ہیں۔ اور وہ معجزے دکھا سکتا ہے"۔ اور اُنھوں نے ایسا ہی کیا۔

گاؤں والوں نے کہا۔ کہ یہ ہم لوگوں کی بہت ہی خوش قسمتی ہے۔ کہ ایسے سادھو اور سنت برسات کے موسم میں ہمارے یہاں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ اور یہ سمجھ کر اُنھوں نے اُتساہ اور شردھا سے بہتات کے ساتھ کھانے

پینے کی چیزیں اُنہیں بہم پہنچا دیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ بھکشو خوش حال رہے اور اُن کو قحط کی تکلیف نہ ہوئی ‡

جب اِس معاملہ کی خبر بُدّھ کو ہوئی۔ تو اُنہوں نے آنند سے بھکشوؤں کے جمع کرنے کو کہا۔ اور اُن سے پُوچھا۔ "اے بھکشوؤ! بتلاؤ تو سہی کہ کون سی بات سے ایک بھکشو بھکشو کے درجہ سے گر جاتا ہے"؟

یہ سُن کر ساری پُتر نے جواب دیا (۱) دِیکھشت شدہ شاگرد کسی ناپاک کام کرنے سے (۲) جو کچھ اُس کو دیا جائے اُس کے علاوہ کچھ اور چیز خواہ وہ کتنی ہی کم قیمت کیوں نہ ہو لینے سے (۳) جان بُوجھکر اور کینے سے کسی معصوم جاندار (خواہ وہ ایک کیڑا یا چیونٹی ہی کیوں نہ ہو) کی جان لینے سے پھر وہ شاکیہ مُنی کا شاگرد نہیں رہتا۔ یہ تین باتیں ہیں جو بھکشو کے لئے منع ہیں ‡

اِس جواب کے بعد بُدّھ نے کہا۔ "ایک اور بھی ممانعت ہے۔ جو مَیں تم کو بتلاتا ہوں"۔ دِیکھشت شدہ شاگرد کو کسی غیر معمولی کمال کا گھمنڈ نہیں کرنا چاہئے۔ جو شاگرد بدنیتی اور لالچ کے بس ہو کر کسی غیر معمولی کمال کا فخر کرتا ہے۔ خواہ وہ آسمانی نظارے یا معجزے ہی ہوں۔ وہ شاکیہ مُنی کا شاگرد نہیں ہے۔ اے بھکشوؤ! میں تم کو جنتر منتر کرنے اور کرامات و معجزوں کے دکھلانے سے منع کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ سب باتیں فضول ہیں۔ کرم کا قانون تمام چیزوں پر حکومت کرتا ہے۔ جو معجزے کرنے کی کوشش کرتا ہے اُس نے تتھاگت کے دھرم کو نہیں سمجھا" ‡

منتر سُوتر

اول شانت پد یعنی نربان کا گیان حاصل کر کے پرمارتھ کے تتوں کو

جاننے والے کا فرض یہ ہے - کہ وہ لائق - سرل (صادق) نہایت سرل شیریں کلام - حلیم الطبع ہو - مگر مغرور اور متکبر نہ ہو *

دوم - وہ قانع - کھانے پینے میں اعتدال رکھنے والا - نہ گھبرانے والا - اور کسی چیز کی اچھا (خواہش) نہ رکھنے والا - شانت (مطمئن) اندریہ - اچھی چنتا کرنے والا - کم گو - دُنیوی چیزوں میں آسکتی (گرویدگی) نہ رکھنے والا ہو *

سوم - وہ کوئی ایسا خراب کام نہ کرے کہ جو دانا لوگوں کے نزدیک ممنوع اور بُرا ہو - اور ہمیشہ اپنے دل میں یہ میتّر بھاؤ رکھے کہ تمام جیو رُوحانی اور جسمانی سُکھوں سے سُکھی اور ہر ایک قسم کی بپد (مصیبت) سے محفوظ ہوں *

چہارم - کیا جمادات کیا نباتات - کیا چرند کیا پرند - کیا طویل اور کیا کوتاہ - کیا چھوٹے کیا بڑے - کیا درمیانہ قد کے اور کیا موٹے - کیا نظر آنے والے - کیا نظر نہ آنے والے - کیا دُور اور کیا نزدیک رہنے والے - کیا جو پیدا ہوئے ہیں - کیا جو آیندہ پیدا ہونگے - یہ سب جیو (جاندار) سُکھی ہوں *

پنجم - کسی حالت میں کسی جگہ میں ایک دوسرے کو دِق اور بیچین نہ کرے - کسی کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھے - کیا جسم - کیا من اور کیا بچن غرض کسی ذریعہ سے بھی کرودھ کر کے کسی دوسرے کو دُکھ پہنچانے کی اِچھا نہ کرے *

ششم - ماں جیسے اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر بھی اپنے اکلوتے بیٹے کی جان بچاتی ہے - ویسے ہی تمام جیووں کی طرف ازحد منگل بھاؤ رکھے *

ہفتم - تمام دُنیا کی طرف اُوپر نیچے چاروں طرف بلا لحاظ دوستی - دشمنی اور انتقام اور بغیر کسی روک کے ازحد منگل بھاؤ پیدا کرے *

ہشتم - چلتے پھرتے - اُٹھتے بیٹھتے - سوتے جاگتے ہمیشہ اور ہر وقت اپنے

دل کو اِسی مَنتر بھاؤنا میں لگائے رکھے۔ اسکو برمھ بہار (برمھ میں رہنا) کہتے ہیں*

منگل سُوتر

ایک دفعہ بُدّھ دیوا ناتھ پنڈوے کے جیت بن بہار میں باس کرتے تھے۔ ایک شخص نے آ کر اُن سے کہا "پربھو پرم منگل (سب سے بڑی برکت) کیا ہے۔ اس بارے میں کچھ فرمائیے؟" بُدّھ دیو نے کہا*

(۱) بد صحبت چھوڑنا۔ پاک صحبت میں رہنا۔ پوجنیہ (عزّت کے لائق) شخصوں کی سیوا کرنا پرم منگل (بھلائی کُل) ہے*

(۲) اپنے سُوبھاؤ کے موافق مُلک میں رہنا۔ پُنّ (ثواب) کا کام کرنا۔ اور بُرے کاموں کو چھوڑ کر بھلے کاموں میں مصروف ہونا پرم منگل (اعلےٰ درجہ کی بھلائی) ہے*

(۳) دھرم شاستروں کا سیکھنا۔ پاک صنعت وحرفت کے کام کرنا۔ رہنے [ا] شاستر کی تعلیم پانا اور میٹھے بچن بولنا پرم منگل ہے*

(۴) ماتا پِتا کی سیوا کرنا۔ پُتر اور استری کا پالن کرنا۔ شانت (آرام دہ) اور ایسے کام کرنا کہ جن میں جھگڑا اور فساد نہ ہو پرم منگل ہے*

(۵) دان دینا۔ دھرم کرنا۔ رشتہ داروں کا بھلا کرنا۔ گیانی شخصوں کی تعریف کے لائق اور پاک کام کرنا پرم منگل ہے*

(۶) پاپ میں گرویدہ نہ ہونا۔ اور اُس سے پرہیز کرنا۔ شراب پینے سے پرہیز کرنا۔ دھرم میں غفلت اور لاپروائی نہ کرنا پرم منگل ہے*

(۷) دھرم اور دھارمِک لوگوں کی بڑائی کرنا۔ بزرگوں کے سامنے بِنئے (حلیم الطبع)

[ا] برہم چریہ آشرم میں رہ کر

ہونا۔ سنتوکھ (قناعت) کرتگتا (شکرگزاری) اور ٹھیک وقت پر دھرم کی کتھا سُننا پرم منگل ہے ✤

(۸) نربرتی (بیراگ) میٹھے بچن (شیریں کلامی) ساڈھو درشن۔ دھرم کے بارے میں شکوک کا رفع کرنا پرم منگل ہے ✤

(۹) تپسیا (ریاضت) برمھچرج۔ آریہ ستیہ (چار اعلےٰ صداقتیں) کا گیان حاصل کرنا اور نربان پد پانے کے لئے اچھے کام کرنا پرم منگل ہے ✤

(۱۰) لوک دھرم (دُنیوی لوگوں کا دھرم) یعنی نفع اور نقصان کے خیال۔ نندا (غیبت) اور تعریف۔ سُکھ اور دُکھ۔ مان (عزت) اپمان (بیعزتی) وغیرہ کے خیال سے نہ گھبرانا۔ رنج و غم سے اُوپر رہنا۔ نرمل چت یعنی پاک دل۔ نربھے (بیخوف) ہونا پرم منگل ہے ✤

بُدّھ کا ایک دیوتا کو اُسکے سوالوں کا جواب دینا

ایک دن جبکہ بُدّھ دیوانا تھ پنڈوے کے جیت بن باغ میں رہتے تھے۔ ایک سُورگی دیوتا برہمن کی شکل میں کہ جس کا چہرہ روشن اور لباس برف کی مانند سفید تھا۔ اُنکے پاس آیا اور اُن سے چند سوال کئے جنکا بُدّھ نے جواب دیا ✤

دیوتا نے پُوچھا "(۱) سب سے زیادہ تیز تلوار کونسی ہے؟ (۲) سب سے زیادہ مہلک زہر کونسا ہے؟ (۳) سب سے زیادہ شعلہ زن آگ کونسی ہے؟ (۴) سب سے زیادہ اندھیری رات کونسی ہے؟

بُدّھ نے جواب دیا۔ "(۱) وہ ایک لفظ جو غضب اور غصّہ سے بولا جائے۔ سب سے زیادہ تیز تلوار ہے۔ (۲) لالچ سب سے زیادہ مہلک زہر ہے۔

(۳) کام سب سے زیادہ شعلہ زن آگ ہے۔ (۴) اگیانتا (جہالت) سب سے زیادہ اندھیری رات ہے"۔
مخصوص خواہش

دیوتا نے پوچھا "(۵) سب سے زیادہ فائدہ کون اُٹھاتا ہے؟ (۶) اور سب سے زیادہ نقصان کون برداشت کرتا ہے؟ (۷) ایسی کونسی زرہ بکتر ہے کہ جس پر کوئی ضرب کارگر نہ ہو؟ (۸) سب سے زیادہ کارآمد ہتھیار کونسا ہے؟"

بُدھ نے جواب دیا "(۵) سب سے زیادہ فائدہ اُٹھانے والا وہ شخص ہے۔ کہ جو دوسروں کو دیتا ہے۔ (۶) سب سے زیادہ نقصان اُٹھانیوالا شخص وہ ہے کہ جو دوسروں سے اُن کو فائدہ پہنچائے بغیر کچھ لیتا ہے (۷) صبر ہی وہ زرہ بکتر ہے کہ جس پر کوئی ضرب کارگر نہیں ہوتی۔ (۸) دِبّ گیان سب سے زیادہ کارآمد ہتھیار ہے"۔

دیوتا نے پوچھا کہ "(۹) سب سے زیادہ خوفناک چور کونسا ہے؟ (۱۰) سب سے زیادہ قیمتی خزانہ کونسا ہے؟ (۱۱) نہ صرف اِس دُنیا میں۔ بلکہ پرلوک میں بھی کسی چیز کو زبردستی سے لے لینے میں سب سے بڑھ کر کامیاب شخص کونسا ہے؟ (۱۲) سب سے زیادہ محفوظ دفینہ کیا ہے؟"

بُدھ نے جواب دیا۔ (۹) بُرا خیال ہی سب سے زیادہ خوفناک چور ہے (۱۰) نیکی ہی سب سے زیادہ قیمتی خزانہ ہے۔ (۱۱) آتما کیا اِس دُنیا اور کیا پرلوک میں کسی شئے کو زور سے لے سکتا ہے (۱۲) اور امر جیون ہی سب سے زیادہ محفوظ دفینہ ہے"۔
ابدی زندگی

دیوتا نے پوچھا "(۱۳) مرغوب کیا ہے۔ مکروہ کیا؟ (۱۴) سب سے زیادہ عذاب دہ دردکیا ہے؟ (۱۵) سب سے زیادہ لذیذ کیا ہے؟"

بُدھ دیو نے جواب دیا" (۱۳) نیکی مرغوب اور بُرائی مکروہ ہے - (۱۴) ناپاک کانشنس (بیبیک۔ضمیر دل) سب سے زیادہ عذاب دہ درد ہے - (۱۵) مُکتی سب سے زیادہ لذیذ ہے"*

دیوتا نے پوچھا۔" (۱۶) اس دُنیا میں سب سے زیادہ تباہی اور بربادی کس بات سے ہوتی ہے؟ (۱۷) دوستی کو کونسی چیز توڑتی ہے - (۱۸) سب سے زیادہ سخت بخار کونسا ہے؟ (۱۹) سب سے اچھا حکیم کونسا ہے؟"

بُدھ دیو نے جواب دیا۔" (۱۶) اگیانتا (جہالت) سب سے زیادہ بربادی کرتی ہے - (۱۷) حسد اور خود غرضی دوستی کو نہیں رہنے دیتے - (۱۸) نفرت سب سے زیادہ تیز بخار ہے - (۱۹) بُدھ سب سے اچھا حکیم ہے"*

یہ سُن کر دیوتا نے کہا - اب میرے دل میں صرف ایک شک اور باقی ہے - کرپا کر کے وہ بھی دُور کر دیجئے۔" (۲۰) وہ کونسی چیز ہے کہ جس کو نہ آگ جلا سکتی - نہ ہی زنگ لگا سکتی - نہ ہوا گرا سکتی ہے - بلکہ وہ تمام دُنیا کو سُدھار سکتی ہے؟"

بُدھ نے جواب دیا۔" (۲۰) دھرم کی برکت (پرساد) اور ایک نیک کام کی برکت کو نہ آگ - نہ رطوبت اور نہ ہوا برباد کر سکتی ہے - اور یہ تمام دُنیا کو درست کر دے سکتی ہے"*

دیوتا بُدھ کے اِن بچنوں کو سُن کر بہت خوش ہوا - اور ہاتھ جوڑ کر شردھا کے ساتھ پرنام کیا - اور اچانک اُن کے سامنے سے غائب ہو گیا*

گیارھواں باب

بودھ تمثیلیں اور کہانیاں

بُدھ نے خیال کیا کہ "میں نے اُس راستی کی شِکھشا (تعلیم) دی ہے کہ جو اپنے تمام مدارج اور پہلوؤں میں شروع سے آخر تک عمدہ ہے اور کیا الفاظ اور کیا بھاؤ کے لحاظ سے عالیشان اور پُرجلال ہے۔ لیکن وہ باوجود سادہ اور صاف ہونے کے بھی ایسی ہے کہ عام لوگ اُس کو نہیں سمجھ سکتے۔ اِس لئے مجھ کو اُن سے اُنہیں کی سی زبان میں بولنے اور اپنے خیالات کو اُن ہی کے خیالات جیسا بنا کر ظاہر کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ بچّوں کی مانند ہیں۔ اور کہانیاں سُننا پسند کرتے ہیں۔ اِس لئے اب میں اُن کو دھرم کی عظمت بتلانے کے لئے کہانیاں سُناؤنگا۔ اگر یہ راستی کو اُن دقیق اور مشکل دلائل کے ذریعہ سے نہیں سمجھ سکتے کہ جن کے ذریعہ سے مَیں نے اِن کو حاصل کیا ہے تو وہ کہانیوں اور تمثیلوں کے ذریعے اِسے سمجھ سکینگے"۔

(۱) جلتا ہُوا محل

کسی جگہ ایک امیر گرہستی رہتا تھا کہ جس کا ایک بہت بڑا لیکن پُرانا محل تھا۔

اِس محل کی چھتوں کی کڑیوں کو گھُن لگا ہُوا اور اس کے ستُون بوسیدہ ہو گئے تھے اور چھت ایسی خشک تھی کہ جس میں آگ جلد اثر کر سکتی تھی ٭

ایک دِن اِس مکان میں آگ لگنے کی بو آئی ۔ مالک مکان نے گھر سے باہر نکل کر دیکھا کہ ساری چھت جل رہی ہے ۔ جسے دیکھ کر اُس کے اوسان خطا ہو گئے ۔ کیونکہ اُس کے بچّے کہ جن کو وہ بہت پیار کرتا تھا ۔ اِس آگ لگنے کی خبر سے بیخبر اسی جلتے ہوئے محل میں کھیل کود رہے تھے ٭

حواس باختہ باپ دِل ہی دِل میں سوچنے لگا ۔ کہ "اب مَیں کیا کروں ؟ بچّوں کو تو کچھ خبر نہیں ۔ کہ وہ کیسی خطرناک حالت میں ہیں ۔ اب اگر میں اُن کو اس خطرے کی خبر دُوں تو لا حاصل ہے ۔ کیونکہ کھیل میں مصروفیت کی وجہ سے وہ اِس خطرے کو خطرہ ہی نہ سمجھینگے ۔ اور اگر میں اندر جاؤں ۔ اور اُن کو گود میں اُٹھا اُٹھا کر باہر لے آؤں ۔ تو وہ پھر بھاگ جائینگے ۔ اور اگر ایک آدھ کو بچا بھی سکوں تو باقی سب کے سب آگ کے شعلوں میں جل جائینگے" ٭

اچانک اُس کو یہ خیال آیا کہ "میرے بچے کھلونوں کو بہت پیار کرتے ہیں ۔ اور اگر مَیں اُنہیں اچھے اور بہت خوبصورت کھلونے دینے کا وعدہ کروں تو اُمید ہے کہ وہ میرا کہنا مان لینگے" ۔ اِس خیال کے آتے ہی وہ بہت اُونچی آواز سے بولا ۔ "بچّو باہر آکر دیکھو تو سہی ۔ کہ تمہارے باپ نے تمہارے لئے کیسی عمدہ اور لطیف ضیافت تیار کی ہے ۔ اور ایسے خُوبصورت کھلونے لا کر رکھے ہیں ۔ کہ جو تُم نے پہلے کبھی نہیں دیکھے ہونگے جلدی آؤ جلدی آؤ ۔ دیر نہ ہو جائے" ٭

کھلونوں کے لفظ نے فوراً اُن کو اُس طرف متوجہ کر دیا۔ اور یہ سُنتے ہی بچے جھٹ پٹ اُس جلتی ہوئی آگ سے باہر آ گئے۔ اور تب شفیق باپ نے بہت خوش ہو کر اُن کے لئے نہایت بیش قیمت اور خوشنما کھلونے خرید دیئے۔ جب بچوں نے مکان کو جل کر راکھ ہوتے ہوئے دیکھا۔ تو اُنہوں نے اپنے باپ کی پاک نیت کو سمجھا۔ اور اُس کی دانائی کی بہت تعریف کی جس کے ذریعے اُن کی جانیں بچیں ٭

تتھاگت (بُدھ کا دوسرا نام) بخوبی جانتا ہے کہ دُنیا کے بچے یا دُنیاوی لوگ دُنیوی خوشیوں کی بھڑک کو پیار کرتے ہیں۔ مگر وہ اُن کے سامنے پاکیزگی کی برکتوں کی تصویریں کھینچتا ہے۔ اور اِس طور پر اُنکی رُوحوں کو ہمیشہ کی تباہی اور بربادی کے راستے سے بچانے کے لئے کوشش کرتا اور اُنہیں راستی کے روحانی خزانے دیتا ہے ٭

(۲) ایک پیدائشی اندھا

ایک شخص پیدائشی اندھا تھا۔ اور وہ کہا کرتا تھا کہ "میں دُنیا کی شکل و صورت اور روشنی کی ہستی میں یقین نہیں رکھتا۔ نہ دُنیا میں گاڑھے اور پھیکے رنگ اور نہ سُورج۔ چاند اور ستارے ہیں اور نہ کسی شخص نے اِن چیزوں کو دیکھا ہے۔" اُس کے دوستوں نے اُس کو سمجھانے اور اُس کی غلطی رفع کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ مگر اُس نے اپنی ہٹھ کو نہ چھوڑا۔ اور یہی کہتا رہا۔ کہ "تُم جو یہ کہتے ہو کہ تم دیکھتے ہو یہ سب مغالطہ ہے۔ اُنکی ہستی اور اصلیت ہی کُچھ نہیں۔ اگر رنگوں کی کوئی ہستی ہوتی۔ تو میں ضرور اُنکو

چھو سکتا"۔

وہاں ایک حکیم رہتا تھا کہ جس کو اس اندھے کے علاج کے لئے بلایا گیا اُس نے چار مفرد اجزاء کو ملاکر ایک دوا تیار کی۔ اور اُس دوا سے اُسکی آنکھیں اچھی کردیں کہ جس سے وہ بھی ہر ایک شے کو اُس کے اصلی رنگ و رُوپ میں دیکھنے اور پہچاننے لگا۔

تتھاگت حکیم ہے۔ اور چار مفرد اجزاء چار اعلےٰ صداقتیں (آریہ ستّ) ہیں۔

(۳) کھویا ہوا بیٹا

کسی گرہستی کا ایک ہی لڑکا تھا کہ جو گھر سے نکل کر کسی دور دراز جگہ چلا گیا۔ گھر میں ہی رہ کر باپ نے تو بہت سی دولت جمع کرلی۔ لیکن بیٹا پردیس میں تنگدستی اور افلاس کی حالت میں مبتلا ہوگیا۔ اتفاقاً وہ بھیکھ مانگتا ہوا اُسی شہر میں آنکلا کہ جہاں اُس کا باپ رہتا تھا۔ باپ نے اُس کو خراب و خستہ حال میں چیتھڑے پہنے ہوئے اور افلاس کی وجہ سے مثل حیوان کے بنا ہوا دیکھا۔

بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر اُس نے نوکروں سے کہا کہ اُس کو بُلا لاؤ۔ جب بیٹے نے اُس محل کو دیکھا۔ کہ جہاں اُس کو لے جارہے تھے۔ تو اُس نے خیال کیا کہ "شاید کسی امیر کا مجھ پر شبہ ہوا ہے۔ اور وہ مجھے قید خانہ میں ڈالیگا

پس اِس خوف سے وہ اپنے باپ کو ملنے سے پہلے ہی بھاگ نکلا۔

باپ نے اپنے بیٹے کے پیچھے آدمی دوڑائے کہ جو اُس کو اُسکے رونے اور چلّانے کی پرواہ نہ کر کے پکڑ لائے۔ باپ نے نوکروں کو حکم دے دیا کہ

"اس کے ساتھ نرمی سے برتاؤ کریں اور ایک نوکر کو کہ جس کی تعلیم و حیثیت اُس کے بیٹے کی مانند تھی یہ خدمت سپرد کی کہ وہ اپنے ساتھ اس لڑکے سے کام کاج لیا کرے۔ بیٹا اپنی اس نئی حالت سے بہت خوش ہوا۔ باپ اپنے بیٹے کو محل کے دریچہ سے دیکھتا رہتا تھا اور جب اُس نے اُسے دیانتدار اور محنتی پایا تو روز بروز اُسکی ترقی کرنے لگا۔

کئی سال کے بعد اُس نے اپنے بیٹے کو بُلایا۔ اور اپنے تمام نوکروں کو اکٹھا کر کے اُن کو اپنے اور اُس کے رشتے کے متعلق سارا بھید بتلا دیا۔ تب وہ غریب لڑکا نہایت خوش ہوا۔ اور اپنے باپ سے مل کر خوشی سے پھولا نہ سمایا۔

لوگوں کو اعلےٰ صداقتوں کی بتدریج (آہستہ آہستہ) تربیت دینی چاہیئے۔

(۴) سرگرداں مچھلی

ایک بھکشُو اپنی خواہشوں اور جذبات کو قابو میں رکھنے کے لئے بہت مشکل معلوم کرتا تھا۔ اس لئے اُس نے سنگھ کو چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ اور بُدّھ کے پاس آ کر اُن سے کہا کہ "آپ مجھے اپنے بَرتوں (قول و قرار) سے آزاد کر دیجئے۔" اِس پر اُنہوں نے بھکشُو سے کہا برخوردار! خبردار! ایسا نہ ہو کہ تم اپنے گمراہ دل کے جذبات کے شکار ہو جاؤ۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ پہلے جنموں میں تم نے کام (شہوت) کے بُرے نتیجوں سے بہت تکلیف اُٹھائی ہے۔ اور جب تک تم اپنی نفسانی خواہشوں اور لذّات کو بس کرنا (قابو میں لانا) نہیں سیکھو گے۔ تم اس جنم میں بھی اپنی

بیوقوفی کی وجہ سے تباہ اور برباد ہو جاؤ گے ؞

تم اپنے ایک پہلے جنم کی کہانی سُنو - جبکہ تم ایک مچھلی تھے - مچھلی کام کی خواہش سے دریا میں تیر اور اپنے جوڑے کے ساتھ کلول کر رہی تھی - اُس نے ذرا آگے بڑھ کر اچانک ایک جال کے پھندے دیکھے - اور چکّر کاٹ کر اِس خطرے سے بچ کر نکل گئی - لیکن اس کا نر جو عشق میں اندھا ہو رہا تھا شوق میں بھرا ہوا اُس کے پیچھے دوڑا - اور جال میں پھنس گیا - ماہی گیر نے جال کھینچ لیا - یہ بدقسمت گرفتار اپنی مصیبت پر نالاں ہو کر کہ رہا تھا کہ " بیشک یہ میری بیوقوفی کا کڑوا پھل ہے "؞ اِس کی جان بھی ضرور ہی جاتی - اگر بودھی ستّو اتفاق سے وہاں نہ آجاتا - اور اُس نر مچھلی کی بولی کو سمجھ کر اُس پر ترس نہ کھاتا - اُس نے ماہی گیر سے اُس کو خرید لیا - اور اُس سے کہا کہ " اے میری بھلی مچھلی ! اگر میری نظر آج تجھ پر نہ پڑتی - تو یقیناً تیری جان جاتی - میں تیری زندگی بچا لونگا - لیکن آیندہ سے پاپ مت کر " یہ کہ کر اُس نے نر مچھلی کو پانی میں پھینکدیا ؞

اے بھکشو ! رعایت کا وقت جو تجھے مِلا ہے - اُس کو غنیمت سمجھ - اور اُس کا اِس جنم میں سب سے بہترین استعمال کر اور اِس بات سے ڈر - کیونکہ اگر تو اپنے حواسوں پر قابو حاصل نہ کریگا - تو یہی مخصوص خواہش کا جذبہ تیری تباہی اور بربادی کا موجب ہوگا ؞

(۵) بیرحم سارس کا مغلوب ہونا

ایک درزی کہ جو بُودھ لوگوں کے کپڑے سیا کرتا تھا - اپنے گاہکوں کو بہت ٹھگتا اور اس پہلو میں اَوروں کی بہ نسبت زیادہ چالاک ہونے کا فخر بھی کیا کرتا تھا ؞ ایک دفعہ جبکہ اُس کو ایک اجنبی شخص سے بہت زیادہ کام مِلا - تو اُس نے

معلوم کیا کہ اِس نئے شخص نے کہ جو اُس کا آقا بنا تھا - اُس کے ساتھ بہت دھوکھا اور دغا کیا اور اِسکے ہاتھ سے اُس نے بہت نقصان اُٹھایا *

بُدھ نے کہا - اِس لالچی درزی کی یہ پہلی ہی مثال نہیں ہے - اِس نے دوسرے جنموں میں بھی اِسی قسم کے نقصان اُٹھائے ہیں - اور دوسروں کو دھوکھا دینے کی کوشش میں آخرش اپنے آپ کو برباد کیا ہے *

بہت سے جنم گُزرے کہ یہ حریص درزی ایک سارس کی جُون میں ایک تالاب کے نزدیک رہتا تھا - جب تالاب کے خشک ہونے کا موسم آیا - تو اُس نے بڑی ملایم آواز سے مچھلیوں سے کہا کہ "کیا تُم کو اپنی آیندہ کی بھلائی کا فکر نہیں ہے - دیکھو تالاب میں پانی ابھی سے بہت کم رہ گیا ہے اور اس میں تمہاری خوراک تو اور بھی بہت کم ہے - جب اس خشک سالی سے یہ تمام تالاب سُوکھ جائیگا - پھر اُس وقت تم کیا کروگی"؟

یہ سُن کر مچھلیوں نے کہا - "ہاں بیشک اُس وقت ہم کیا کرینگی"؟ اِس پر سارس نے کہا - "مجھے اس سے بہتر ایک بڑی جھیل معلوم ہے کہ جو کبھی خشک نہیں ہوتی - اگر تُم پسند کرو تو میں تم کو اپنی چونچ سے پکڑ پکڑ کر اُس جگہ لے چلوں"

جب مچھلیوں نے سارس کے کلام کی سچائی میں شک لانا شروع کیا - تو اُس نے اُن کے سامنے یہ تجویز پیش کی کہ تم میں سے ایک پہلے جا کر اُس جھیل کو دیکھ آئے اور اپنی تسلی کر لے *

اِس پر آخر کار اِن میں سے ایک بڑے کیکڑے نے اَور سب کے لئے جوکھوں میں پڑنا پسند کیا اور سارس اُس کو ایک خوبصورت جھیل کے پاس لے گیا - اور پھر صحیح و سلامت واپس لے آیا - اب مچھلیوں کے دل میں کچھ

شک و شبہ نہ رہا۔ اور اُنھوں نے سارس کی بات پر یقین کر لیا ؛

اب سارس نے مچھلیوں کو ایک ایک کر کے اِس تالاب سے باہر لیجا کر ایک بڑے برنے کے درخت پر بیٹھ کر مزے سے کھا لیا۔ اِس تالاب میں ایک جھینگا مچھلی بھی تھی۔ جب سارس کا دل اس کے کھانے کو بھی للچایا۔ تو اُس سے کہا۔ "میں نے تمام مچھلیوں کو اِس تالاب سے لے جا کر ایک خوبصورت اور بڑی جھیل میں پہنچا دیا ہے چلو تم کو بھی میں وہاں چھوڑ آؤں ؛

جھینگے نے پوچھا۔ "مگر تم مجھے اپنے ساتھ لے جانے کے لئے کِس طرح پکڑو گے"؟ سارس نے کہا۔ "میں تم کو اپنی چونچ سے بہت مضبوطی سے پکڑ لونگا"؛

جھینگے نے جواب دیا۔ "اگر تُم مجھ کو اِس طرح سے لے جاؤ گے تو ممکن ہے کہ تم مجھے گرا دو۔ اس لئے میں تمہارے ساتھ نہیں جاتا"۔ سارس نے پھر کہا۔ "تم ناحق کیوں ڈرتے ہو۔ میں تمام راستے تم کو مضبوط کر کے پکڑے رہونگا"۔ تب جھینگے نے اپنے دل میں سوچا کہ "یہ سارس مچھلی کو ایک دفعہ چونچ میں پکڑ کر بھلا پھر اُسے جھیل میں کب جانے دیتا ہوگا؟ اگر واقعی یہ مجھے جھیل میں لے جائے۔ تو کیا اچھا ہو۔ لیکن اگر نہ لے جائے۔ تو میں اِس کا حلق چیر کر اسے مار ڈالونگا"۔ یہ سوچ کر سارس کی طرف مخاطب ہو کر کہا "اے میرے دوست! تو مجھے کافی مضبوطی کے ساتھ نہ پکڑ سکیگا لیکن ہم جھینگوں کی بڑی اچھی اور مضبوط گرِفت ہے۔ اگر تُم مجھے اپنی گردن میرے مضبوط پنجوں سے پکڑ لینے دو۔ تو میں تمہارے ساتھ خوشی سے چلونگا ؛

سارس یہ نہ سمجھ سکا کہ جھینگا اس کو شکست دینا چاہتا ہے۔ پس وہ اِس

بات پر راضی ہوگیا۔ اور جھینگے نے اُس کی گردن کو اپنے پنجوں سے ایسی مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا کہ جیسے لوہار کسی چیز کو اپنی سنڈاسی سے پکڑتا ہے اور بولا۔ "اب چل"۔

سارس اُسے لے چلا۔ اور اُس کو جھیل دکھا کر اُسی برنے کے درخت کی طرف رُخ کیا۔ جھینگا چلّایا۔ "اے میرے پیارے چچا! جھیل تو اُس طرف کو ہے لیکن تم مجھے اِس طرف لے جا رہے ہو"۔

سارس نے جواب دیا۔ "کیا مجھے چچا بنانے سے تمہارا یہ مطلب ہے کہ میں اپنے آپ کو تمہارا غلام سمجھوں۔ اور جہاں تم چاہو تمہیں اُٹھائے اُٹھائے پھروں۔ ذرا برنے کے درخت کی جڑ میں مچھلیوں کی ہڈیوں کے ڈھیر پر نظر تو ڈالو۔ جس طرح مَیں نے اُن مچھلیوں کو ایک ایک کر کے کھایا ہے۔ تم کو بھی اسی طرح کھاؤنگا"۔

جھینگے نے جواب دیا۔ "افسوس! وہ مچھلیاں تو اپنی حماقت سے کھائی جا چکیں۔ لیکن مَیں تمہیں اپنے آپ کو مارنے نہ دونگا۔ بلکہ اُلٹا مَیں تمہاری جان لونگا۔ کیونکہ تُم اپنی بیوقوفی سے یہ نہ دیکھ سکے کہ مَیں نے تم کو قابو کیا ہوا ہے۔ اگر ہم مرینگے تو دونوں ساتھ ہی مرینگے۔ کیونکہ میں تمہارا سر کاٹ کر زمین پر گرا دونگا"۔

یہ کہہ کر پھر تو جھینگے نے سارس کی گردن کو اپنے شکنجے گڑو کر اِس زور سے بھینچا کہ سارس کو دم لینا مشکل ہو گیا۔ اور وہ موت کے خوف سے ہانپنے اور کانپنے لگا۔ اور آب دیدہ ہو کر منّت وزاری کے ساتھ کہنے لگا۔ "صاحب! حقیقت میں میرا ارادہ تمہیں کھانے کا نہیں تھا۔ میری جان بخشی کرو

جھینگے نے جواب دیا۔" اچھا نیچے کی طرف اُڑو۔ اور مجھ کو اُس جھیل میں ڈالو" سارس مُڑا اور اُس جھیل کی طرف نیچے کو بدیں غرض چلا۔ کہ جھینگے کو اُسکے کنارے دلدل میں بٹھادے۔ لیکن جھینگے نے اس صفائی سے اُس سارس کی گردن کے دو ٹکڑے کر دئے کہ جیسے کوئی شخص شکار کی چھری سے کنول کی ڈنڈی کو کاٹ دیتا ہے اور خود پانی میں چلا گیا۔ جب بُدھ اِس بیان کو ختم کر چکے تو اُنہوں نے کہا کہ نہ صرف اِس جنم میں اِس شخص کو اس طرح سے شکست ملی ہے بلکہ اِسی طرح سے اور جنموں میں بھی یہ مغلوب ہوا ہے ٭

(۶) چار قسم کے ثواب

کسی جگہ ایک امیر آدمی رہتا تھا کہ جو ہمسائے کے سارے براہمنوں کو اپنے مکان پر دعوت دیکر اُن کو بہت سا دان دیتا اور دیوتاؤں کی خاطر جگ کیا کرتا تھا۔ اُس پر بُدھ نے کہا۔" اگر ایک شخص ہر ایک مہینے ہزار جگ کرے اور لگاتار چڑھاوے چڑھاتا جاوے۔ پھر بھی وہ اُس شخص کی برابری نہیں کر سکتا کہ جو صرف ایک لمحہ کے لئے اپنے دل کو پاکیزگی پر لگاتا ہے" ٭

تمام دُنیا کی عزت کے لائق بُدھ نے کہا کہ چڑھاوے چار قسم کے ہیں (۱) دان زیادہ لیکن ثواب کم (۲) دان بھی کم اور ثواب بھی کم (۳) دان کم اور ثواب زیادہ (۴) دان زیادہ اور ثواب بھی زیادہ ٭

(۱) پہلی مثال اُس گمراہ شخص کی ہے کہ جو دیوتاؤں کے جگ کے لئے جانوروں کی جان لیتا ہے۔ اور شراب پی کر بدمست ہوتا اور جشن اُڑاتا ہے۔ اِس صورت میں چڑھاوا تو بیشک بڑا ہے۔ مگر اُسکا پھل بہت تھوڑا ہے ٭

(۲) جبکہ ایک آدمی لالچ اور بدنیتی سے اُس چیز میں سے ایک حصہ اپنے لئے رکھ لیتا ہے۔ کہ جو وہ چڑھانا چاہتا ہے۔ اِس صورت میں چڑھاوا بھی تھوڑا اور اُس کا پھل بھی تھوڑا ہے ٭

(۳) خواہ چڑھاوا تھوڑا ہی ہو۔ لیکن جب ایک شخص اِس چڑھاوے کو دِلی پریم۔ گیان (دانائی) اور دیا (رحم) میں بڑھنے کی خواہش رکھ کر چڑھاتا ہے۔ تو اُس کا پھل زیادہ ہے ٭

(۴) آخری صورت میں دان بھی بڑا۔ اور اُس کا پھل بھی بڑا۔ یعنی جب ایک امیر آدمی بغرضانہ اور بُدھ کے گیان سے متحرک ہو کر نوع انسان کی بھلائی کے لئے دان دیتا اور ایسے انسٹیٹیوشن قایم کرتا ہے کہ جس کے ذریعے سے اُسی کے ہمجنسوں کے دلوں کو روشن اور اُنکی ضروریات کو پورا کیا جائے

(۷) دُنیا کی روشنی

کوشامبی میں ایک براہمن رہتا تھا کہ جو ویدوں کا پنڈت اور بہت بحث مباحثہ کرنے والا تھا۔ جب اُس نے بحث مباحثہ میں کسی کو اپنے برابر نہ پایا۔ تو اُس نے یہ ڈھنگ اختیار کیا کہ ایک جلتی ہوئی مشعل اپنے ہاتھ میں لئے پھرتا اور جب کوئی اُس سے پُوچھتا۔ کہ یہ کیا انوکھا وطیرہ ہے؟ تو جواب دیتا کہ "اِس دُنیا میں بہت اندھیرا ہے۔ اِسی لئے جہانتک مُجھ سے ہو سکتا ہے۔ میں اُس میں اُجالا کرنے کے لئے یہ مشعل لئے پھرتا ہوں"

ایک شرمن نے جو بازار میں بیٹھا ہوا تھا۔ یہ الفاظ سُنے اور کہا:-

دوست! اگر تمہاری بینائی ٹھیک نہیں اور دِن کی سرب بیاپی (سب

جگہ پھیلی ہوئی) روشنی کو نہیں دیکھتیں تو یہ مت کہو کہ دُنیا میں اندھیرا ہے یہ تمہاری مشعل سُورج کی روشنی کے جلال کو کچھ بھی نہیں بڑھاتی نیز اور دوں کے دلوں کو روشن کرنے کے لئے تمہاری پُرغرور نیک نیتی فضول ہے۔

اِس پر براہمن نے پُوچھا "وہ سُورج کہاں ہے جس کا تم ذکر کرتے ہو؟" شرمن نے جواب دیا "تتھاگت کا گیان آتما کے لئے سُورج ہے۔ اُس کی روشنی دِن رات پُرجلال ہے۔ اور وہ شخص کہ جس کا بِشواس مضبوط ہے۔ نِربان کے پنتھ (راستہ) پر چلنے کے لئے کسی دوسری روشنی کا محتاج نہ ہوگا۔ اور جہاں پہنچ کر اُس کو ابدی برکتیں حاصل ہونگی۔

(۸) عیش پرستی کی زندگی

جن دنوں بُدّھ شراوستی کے قرب و جوار میں دُنیا کے لوگوں کو دھرم کی زندگی میں لانے کے لئے دھرم پرچار کر رہے تھے۔ ایک بہت بڑا امیر کہ جس نے بہت سی بیماریوں سے بڑی تکلیف اُٹھائی تھی اُن کے پاس آیا۔ اور اُن سے ہاتھ جوڑ کر عرض کی "اے سارے جہان کی شردھا کے لائق بُدّھ۔ مجھے معاف کیجئے۔ اگر میں نے آپکو اپنی یتھایوگ (واجب) دِلی شردھا (تعظیم) کے ساتھ جُھک کر پرنام (سجدہ) نہیں کیا۔ میں فربھی (موٹاپے) کثرت نیند اور دیگر بیماریوں سے بہت تکلیف پا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ مجھ کو چلنے پھرنے میں بھی تکلیف معلوم ہوتی ہے"۔

تتھاگت (بُدّھ) نے اُس شخص کو عیش و عشرت کے سامانوں سے محیط دیکھ کر پُوچھا "کیا تم کو اِس امر کی خواہش ہے کہ تم اپنی بیماریوں کے سبب

کو معلوم کرو"۔ اور جب اُس امیر آدمی نے جاننے کی خواہش ظاہر کی۔ تو بُدّھ
نے کہا کہ "پانچ چیزیں ہیں کہ جو اِس حالت کو پیدا کرتی ہیں۔ کہ جس کی تم کو
شکایت ہے (۱) پُرتکلّف کھانا (۲) نیند کا شوق (۳) عیش پرستی کے
لئے زبردست خواہش (۴) بیفکری (۵) بے شغلی (بیکاری)۔
پس تم کو چاہیئے کہ کھاتے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھو۔ اور زیادہ
نہ کھاؤ۔ دوسرے اپنے سر پر کچھ کام لو۔ اس سے تمہاری طاقتیں کام میں
آئینگی۔ اور تم اپنے ہمجنسوں کے لئے بھی مفید ثابت ہوگے۔ نیز اس
نصیحت پر عمل کرنے سے تمہاری عمر دراز ہوگی۔
اُس شخص نے بُدّھ کے اِن الفاظ کو یاد رکھا اور کچھ دنوں کے بعد
جسم کا ہلکاپن اور جوانوں جیسی پھُرتی حاصل کر کے اس دفعہ وہ بلا سواری
اور نوکر چاکروں کے پیدل چل کر بُدّھ کے پاس آیا۔ اور اُن سے کہا "مہاراج
آپ نے میرے جسمانی امراض تو دُور کر دیئے۔ اب میں آپ کی خدمت میں
اپنے آتما (روح) کے لئے پرم گیان (حقیقی معرفت) حاصل کرنیکو آیا ہوں"
یہ سُن کر بُدّھ نے کہا "دُنیاوی شخص اپنے جسم کو پالتے ہیں۔ لیکن
گیانی (دانا) شخص اپنے آتما (رُوح) کو تقویت دیتے ہیں۔ وہ شخص کہ جو
دن رات اپنی خواہشات کی سیری میں ہی لگا رہتا ہے۔ اپنی بربادی آپ
کرتا ہے۔ لیکن جو راستی کی راہ پر چلتا ہے۔ اُس کا آتما بھی پاپ سے آزاد
ہوتا ہے۔ اور عمر بھی دراز ہوتی ہے"۔

(۹) ریگستانی صحرا میں جان بچانا

مہاتما بُدّھ کے ایک شِشیہ (شاگرد) نے جو راستی کے لئے بہت ہی سرگرم

اور جوش رکھتا تھا - یہ بَرت (عہد) کیا - کہ وہ ایکانت (تنہائی) میں ایک دھیان کو پُورا کریگا - لیکن کمزوری کے وقت اُس کا دِل ڈگمگا گیا - اور اُس میں سخت نااُمیدی پیدا ہوئی - اُس نے اپنے دِل ہی دِل میں سوچا "گرو نے فرمایا ہے کہ دُنیا میں کئی قسم کے آدمی ہیں - مَیں ضرور ادنےٰ قِسم میں سے ہوں اور مجھے اندیشہ ہے کہ مُجھ کو اس جنم میں نہ تو مُکتی ہی ملیگی اور نہ کوئی پھل ہی حاصل ہوگا - اگر میں لگاتار کوشش سے اُس دھیان کا اصلی راز نہ معلوم کر سکوں کہ جس کے لئے میں نے اپنی زندگی قربان کی ہے - تو اِس جنگل میں باس کرنے سے کیا فائدہ؟" یہ خیال کر کے اُس نے خلوت کو چھوڑ دیا - اور جیت بن کو واپس چلا آیا *

جب دوسرے بھائیوں نے اُس کو دیکھا - اُنھوں نے اُس سے کہا - کہ "بھائی تُم نے غلطی کی - جب تُم نے بَرت (عہد) لیا تھا - تو اُس کو پُورا کرنے کی کوشش کیوں چھوڑ دی"؟ یہ کہہ کر وہ اُس کو گرو کے پاس لے گئے *

گرو نے اُن کو دیکھ کر کہا "اے بھکشوؤ! میں دیکھتا ہوں کہ تُم اپنے اس بھائی کو اِس کی مرضی کے برخلاف یہاں کھینچ لائے ہو - اِس نے کیا قصور کیا ہے"؟

اُنھوں نے کہا "مہاراج! اِس نے ایسے پوِتر (پاک) دھرم کے بَرت لئے - اور جیسے ایک بھکشو کو کِسی مقصد کے پُورا کرنے کے لئے کوشش کرنی چاہئے - اِس نے نااُمید ہو کر وہ کوشش چھوڑ دی ہے - اور ہمارے پاس لوٹ آیا ہے"*

اِس پر گرو نے پُوچھا "کیا یہ سچ ہے کہ تُو نے کوشش کرنی چھوڑ دی"؟

اُس نے کہا۔ "ہاں مہاراج یہ صحیح ہے" ۔

پربھُو نے کہا۔ "تمہاری یہ موجودہ زندگی رعائتی مہلت کا وقت ہے۔ اگراب بھی تم اُس آنند (راحت) کی حالت کو حاصل کرنے میں ناکامیاب رہے تو تم آیندہ جنموں میں بہت پچھتاؤگے" ۔

مگر بھائی تونے استقلال کو کیسے چھوڑ دیا۔ پہلے جنموں میں تو تُو بڑا مستقل مزاج اور ارادے کا پکا تھا۔ تیرے اکیلے کی ہی ہمت سے پانسو چھکڑوں کے بیلوں اور آدمیوں کو ریگستان میں پانی نصیب ہوا تھا۔ اور اُن سب کی جانیں بچی تھیں۔ اب تو کیونکر بے ہمت ہوجاتا ہے اور کوشش کرنا چھوڑے دیتا ہے؟

بُدھ کے ان الفاظ سے اُس کا ارادہ پھر مستقل ہوگیا۔ لیکن دوسرے بھائیوں نے اُن سے التجا کی اور کہا۔ "مہاراج! ہمکو بتلائیے کہ وہ واقعہ کیونکر ہے؟"

بُدھ نے کہا۔ "اے بھکشوؤ! سُنو" اور اِس طور پر اُن کو متوجہ کرکے اُس واقعہ کو ظاہر کیا کہ جو جنم کی تبدیلی کی وجہ سے پوشیدہ تھا ۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جب برمھ دت کاشی میں راج کر رہا تھا۔ اُس وقت بَوُدھی ستوّ ایک سوداگر کے گھر میں پیدا ہوا۔ اور جب وہ بڑا ہوا۔ تو پانسو چھکڑوں میں مال بھر کر تجارت کے لئے چلا ۔

ایک دن وہ کوسوں لمبے (وسیع) ریگستان میں کہ جہاں کی ریت ایسی باریک تھی کہ اگر اُس کی مُٹھی بھر لی جائے تو ہاتھ میں نہ ٹھیر سکتی تھی پہنچا۔ دن چڑھے ریت بھوبل کی طرح جلنے لگتی تھی یہاں تک کہ کوئی آدمی اُس پر چل نہیں سکتا تھا۔ اِسی لئے جن کو اس صحرا میں سفر کرنا ہوتا تھا وہ اپنے چھکڑوں میں لکڑی۔ پانی۔ تیل اور چاول لیکر رات کو چلا کرتے تھے اور دن

نکلتے ہی ایک پڑاؤ کر لیتے اور وہیں ایک سائبان تان لیتے تھے اور سویرے ہی کھانا کھا کر دن بھر سایہ میں بیٹھ کر کاٹ دیا کرتے تھے۔ سُورج غروب ہوتے ہی رات کا کھانا کھا لیتے۔ اور جب زمین ٹھنڈی ہو جاتی تو بیلوں کو جوتتے اور وہاں سے چل دیتے۔ یہ سفر مثل ایک سمندر کے سفر کے ہوتا تھا۔ اور ایک شخص کو اس ریگستانی راستے کا رہبر منتخب کرنا پڑتا تھا۔ اور وہ اپنے ستاروں کے علم کے ذریعے قافلے کو سلامتی کے ساتھ ریگستان سے عبور کرا دیتا۔

اِس موقع پر وہ سوداگر جس کا میں ذکر کرتا ہوں اس بیابان کو اس طور پر عبور کر رہا تھا۔ اور جب وہ ایک سَو سنتّر میل طے کر چکا۔ تو اُس نے خیال کیا۔ کہ اب صرف ایک رات میں ہم ریگستان کو طے کر لینگے۔ رات کا کھانا کھانے کے بعد اُس نے چھکڑوں کو جوت لینے کا حُکم دیا۔ اور روانہ ہوا۔ رہبر نے سب سے اگلے چھکڑے میں اپنا گدّی تکیہ لگا لیا۔ اور اُس پر لیٹ گیا۔ وہ ستاروں کو دیکھتا اور جس طرف جانا تھا۔ اُس کی ہدایت کرتا رہا۔ لیکن اتنے طول طویل سفر میں آرام نہ ملنے کی وجہ سے اُس کا جسم بہت تھک گیا تھا۔ اِس وجہ سے اُس کی آنکھ لگ گئی۔ اور اُس کو یہ معلوم نہ ہوا کہ بیل گھوم کر اُسی راستے پر پڑ گئے جس سے کہ وہ آئے تھے۔

بیل رات بھر چلتے رہے۔ پو پھٹے اُس کی آنکھ کُھلی۔ اور ستاروں کو دیکھ کر وہ چلاّیا۔ "چھکڑے ٹھیراؤ۔ چھکڑے ٹھیراؤ"۔ جب وہ ٹھیرے۔ اور چھکڑوں کو ایک قطار میں لگا رہے تھے تو دن نکل آیا۔ تب آدمی چلاّئے کہ "یہ تو وہی پڑاؤ ہے۔ جو کل ہم نے چھوڑا تھا۔ ہمارا ایندھن اور پانی سب ختم ہو چکا ہے۔ بس اب ہم مرے"۔ بیل کھول کر اور سائبان تان کر سب لوگ اپنے چھکڑوں

کے نیچے مایوس ہو کر پڑ رہے۔ لیکن بودھی ستو اپنے دل میں یہ سوچ کر کہ اگر میں ہمت ہار دوں۔ تو یہ سب مر جائینگے۔ اِدھر اُدھر پھرنے لگا۔

صبح کی ٹھنڈک ابھی کچھ باقی ہی تھی کہ اِتنے میں اُس کی نظر ایک کُشا گھاس کے گچھے پر پڑی۔ اُس نے سوچا کہ یہ ضرور اُس پانی کے جذب کرنے سے اُگی ہوگی کہ جو یقیناً اِس کے نیچے ہوگا۔ چنانچہ اُس نے کُدال منگا کر اُس جگہ کو کھدوانا شروع کیا۔ جب اُنہوں نے ساٹھ ہاتھ گہری زمین کھود ڈالی۔ تو پھاوڑا ایک چٹان پر ٹکرایا۔ اور پھاوڑے کے ٹکراتے ہی اُنہوں سے نا اُمید ہو کر چھوڑ دیا۔ لیکن بودھی ستو نے سوچا کہ اِس چٹان کے نیچے ضرور پانی ہوگا۔ اور کوئیں میں اُتر کر پتھر پر پہنچا۔ اور نیچے کو جھک کر اُس چٹان پر کان لگائے۔ اور پانی کی آواز کو سُننے لگا۔ اور اُس نے اُس کے نیچے پانی کی آواز سُنی۔ اور باہر نکل کر اپنے خدمتگار لڑکے کو بُلایا۔ اور اُس سے کہا۔ "بیٹا! اگر اِس وقت تو ہاتھ پاؤں چھوڑ دے۔ تو بس ہم سب کا کام تمام ہے۔ تو ہمت نہ ہار۔ اور لوہے کا یہ ہتھوڑا لے اور اِس غار میں اُتر اور چٹان پر خوب زور سے چوٹیں لگا"۔

لڑکے نے حُکم کی تعمیل کی۔ اگرچہ سب آدمی مایوس کھڑے تھے۔ لیکن وہ پُورے اور مضبوط ارادے کے ساتھ نیچے اُترا۔ اور پتھر پر چوٹیں مارنے لگا۔ یہاں تک کہ چٹان کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ اور وہ پانی کی دھار کو اور زیادہ نہ روک سکا۔

پانی نکل کر کوئیں کے مُنہ تک ایک کھجور کی بلندی کے برابر چڑھ آیا۔ سب نے پانی پیا۔ اور اُس میں اسنان کیا۔ اور چاول پکائے اور کھائے۔

اور بیلوں کو بھی کھلائے۔ اور جب سورج غروب ہوگیا۔ تب اُس کوئیں پر ایک جھنڈا کھڑا کر دیا۔ اور پھر منزل مقصود کو روانہ ہوئے ؂

وہاں پہنچ کر اُنھوں نے اپنا مال بہت نفع پر بیچا۔ اور بعدازاں اپنے گھر کو واپس آئے۔ جب وہ مر گئے۔ تو اُن سب کا انجام اپنے کرموں کے موافق ہوا۔ بودھی ستو نے دان کیا۔ اور نیک کام کئے۔ اُس کا بھی اپنے کرموں کے موافق انجام ہوا ؂

بُدّھ نے یہ کہانی سُنا کر نتیجے کے طور پر اُس کا تعلق اس طرح بیان کیا کہ "قافلہ کا مالک بودھی ستو تھا جو آیندہ بُدّھ ہوا۔ اور وہ غلام جو اُس وقت مایوس نہ ہوا۔ بلکہ جس نے پتھر کو توڑا اور لوگوں کو پانی پلایا تھا یہی شخص تھا۔ کہ جس میں تم اب استقلال نہیں پاتے۔ اور دیگر لوگ بُدّھ کے ساتھی تھے ؂

(۱۰) دوسروں کو اپنی برکتوں کا حصّہ دینا

سُومن کے غلام ان بھار نے جس وقت وہ چراگاہ سے گھاس کاٹ چکا تھا۔ ایک شرمن کو ہاتھ میں بھکشا پاتر (کاسۂ گدائی) لئے روٹی مانگتے دیکھا۔ وہ شرمن کو دیکھتے ہی گھاس کی گٹھڑی پھینک کر جھٹ پٹ گھر میں دوڑا گیا۔ اور اُن چاولوں کو کہ جو اُس کے کھانے کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ لے آیا۔ اور شرمن کو دئے ؂

شرمن نے وہ چاول کھائے اور اُسکو شُبھ اشیرباد دیکر اُس کے دل کو خوش کیا ؂

سُومن کی بیٹی کھڑکی سے اِس نظارے کو دیکھ کر بولی "خُوب! ان بھار!!

بہت خوب !!!

سُومن نے یہ الفاظ سُن کر اپنی لڑکی سے اِن کا مطلب دریافت کیا۔ اور جب اُس کو اَن بھار کی شردھا اور نِشٹھا (اعتقاد) اور شرمن کے اشیرباد کا حال کہ جو اُس نے اَن بھار پر کیا تھا معلوم ہوا۔ تو وہ اپنے غلام کے پاس گیا۔ اور اُس کو اپنے دان کی برکتوں کا حصہ بانٹ دینے کی غرض سے ایک روپیہ نذر کیا *

اَن بھار نے کہا۔ "مہاراج میں اس واجب التعظیم شخص سے پُوچھ لُوں"۔ اُس نے شرمن سے جا کر پُوچھا۔ کہ "میرا آقا مجھ سے اس ثواب کا حصہ لینا چاہتا ہے۔ جو مجھ کو آپ سے میرے چاولوں کے عوض میں حاصل ہوا ہے کیا یہ مناسب ہے۔ کہ مَیں اس ثواب میں اُس کو بھی حصہ دُوں ؟"

شرمن نے اُس کو ایک تمثیل کے ذریعے یُوں جواب دیا "ایک گاؤں میں کُل سَو گھر تھے اور اُن میں سے صرف ایک گھر میں چراغ جلا کرتا تھا۔ ایک پڑوسی اپنا چراغ لایا۔ اور اُس نے اُس جلتے ہوئے چراغ سے اُسے جلایا۔ اور اس طور پر گھر بہ گھر روشنی پھیل گئی۔ اور سارا گاؤں روشنی سے جگمگانے لگا"۔ اِسی طور پر دھرم کی روشنی بھی اُس شخص کے راستہ میں روک پیدا نہ کرکے کہ جو اُس کو دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ پھیلانی چاہیئے۔ پس تم بھی اپنے دان کی برکتوں کو پھیلنے دو۔ اور بیشک اُس کو بانٹ دو"۔

اَن بھار اپنے آقا کے پاس واپس آیا۔ اور اُس سے کہا "مہاراج میں آپ کو اپنے ثواب کا ایک حصہ دیتا ہوں۔ اس کو منظور کیجئے"۔

سُومن نے اس کو منظور کیا۔ اور اس کی عوض میں اُسکو روپیہ دینا چاہا۔

لیکن اَنّ بھار نے کہا۔ "نہیں مہاراج! یہ نہ ہوگا۔ اگر میں روپیہ لے لوں۔ تو اِس سے یہ سمجھا جائیگا کہ مَیں نے اپنا حصہ آپکے پاس فروخت کر دیا۔ روحانی برکتیں کبھی فروخت نہیں ہو سکتیں۔ آپ اِس کو بطور نذرانہ منظور فرمائیے"۔

آقا نے جواب دیا۔ "بھائی انّ بھار! آج سے تم آزاد ہوئے۔ اور اب میرے ساتھ میرے دوست کی طرح رہو۔ اور یہ میری نذر اُس عزت کے اظہار میں جو میرے دل میں تمہارے لئے ہے۔ بطور نشانی کے قبول کرو"۔

(۱۱) لاپرواہ بے وقوف

ایک امیر براہمن نے کہ جو عمر کا بوڑھا تھا۔ اِس بچار کے بنا کہ اِس دُنیا کی تمام چیزیں ناپائدار ہیں۔ اور اِس خیال سے کہ وہ بہت سال جئیگا۔ اپنے لئے ایک عالیشان مکان بنایا۔

بُدّھ نے آنند کو اُس امیر براہمن کے پاس بھیجا۔ تاکہ وہ اُس سے دریافت کرے کہ اُس نے اِتنے کمروں والا مکان کیوں بنایا ہے۔ اور نیز اُسکو کہہ دیا کہ اُس کے پاس چار اعلےٰ صداقتوں اور مُکتی کے اشٹانگ مارگ کا پرچار کرے۔

براہمن نے آنند کو اپنا مکان دکھلایا۔ اور مختلف کمروں کا مقصد اور اغراض بیان کئے۔ لیکن بُدھ کی تعلیم کی طرف اُس نے کچھ توجہ نہ کی۔

آنند نے کہا۔ "بیوقوف لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ یہ اولاد میری ہے۔ یہ دولت میری ہے۔ لیکن جب کہنے والا ہی اپنا مالک آپ نہیں۔ تو بھلا وہ دولت۔ اولاد اور ملازموں کے مالک ہونے کا دعوےٰ کیونکر کر سکتا ہے۔ دُنیا داروں کے تفکرات اور تشویشیں بہت ہیں۔ لیکن اُن کو آیندہ کی تبدیلیوں

کا کچھ حال معلوم نہیں"۔
آنند یہ کہہ کر چلا ہی تھا کہ اِتنے میں اُس براہمن کو غش آیا۔ اور وہیں مرگیا۔
بُدھ نے اُن لوگوں کی ہدایت کے لئے جو اُپدیش سُننے کے لئے تیار تھے۔ کہا:-
"ایک نادان شخص خواہ وہ دانا لوگوں کی صحبت میں ہی رہتا ہو۔ ست دھرم کے بارے میں ویسے ہی کچھ نہیں سمجھتا۔ جیسے چمچہ شربت کا مزا معلوم نہیں کر سکتا۔ نادان صرف اپنی بابت ہی سوچتا ہے۔ اور پاک اُپدیشکوں کے اُپدیش کو دھیان میں نہیں لاتا اور اسی واسطے اپنے آپ کو مُکت نہیں کر سکتا"

(۱۲) برادری سے خارج

جب بھگونت (بُدھ) مقام شراوستی کے جیت بن میں رہا کرتے تھے۔ ایک دن وہ بھکھشا پاتر ہاتھ میں لے کر کھانا مانگنے کے لئے نکلے۔ اور ایک براہمن پروہت کے گھر ایسے وقت میں پہنچے کہ جب بیدی کے پاس ہَوَن ہو رہا تھا۔ اُن کو دیکھ کر پروہت نے کہا۔ "او سر مُنڈے! او کمبخت شرمن! وہیں ٹھیر جا۔ کیونکہ تو ذات سے باہر کیا ہوا ہے"۔ بُدھ نے جواب دیا۔
"ذات سے خارج کون ہے؟ ذات سے خارج وہ ہے۔ جو غضب آلودہ اور کینہ توز۔ شریر۔ مکار۔ غلط کار اور دھوکے باز ہو۔ ایسے شخص کو ذات سے خارج سمجھنا چاہیئے کہ جو غصہ دلانے والا اور لالچی ہو۔ جو پاپ آلودہ خواہشات رکھتا ہو۔ جو حاسد۔ شریر۔ بیحیا اور گناہ کرنے میں بیخوف ہو۔ ورنہ پیدائش کی بنا پر کوئی شخص ذات سے خارج یا نیچ ذات کا نہیں بن جاتا۔ نہ پیدائش سے کوئی براہمن ہی بن سکتا ہے۔ بلکہ اپنے کاموں سے ہی ایک شخص براہمن

اور ایک شخص ذات سے خارج یا نیچ ذات بنتا ہے"۔

(۱۳) ایک پنہاری

بُدّھ کے پیارے شِشش (شاگرد) آنند کا کہ جس کو بھگوان بُدّھ نے کسی خاص مشن پر بھیجا تھا ایک گاؤں کے نزدیک ایک کنوئیں پر گزر ہوا۔ اور اُس نے ماتنگ ذات کی ایک لڑکی مسماۃ پرکرتی کو دیکھ کر اُس سے پانی پینے کو مانگا۔

پرکرتی نے کہا کہ "براہمن دیوتا! میں اِس قدر حقیر و ذلیل ہوں کہ تمہیں پانی نہیں دے سکتی۔ آپ مجھ سے کچھ سیوا (خدمت) نہ لیجئے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ کی پوترتا (پاکیزگی) میں فرق آ جائے۔ کیونکہ میں نیچ ذات کی لڑکی ہوں"۔

آنند نے جواب دیا "میں ذات نہیں مانگتا۔ میں تو پانی مانگتا ہوں"۔ یہ سُن کر ماتنگ لڑکی کا دل خوشی سے اُچھل پڑا۔ اور اُس نے آنند کو پانی پلا دیا۔

آنند اُس کا شکریہ ادا کر کے وہاں سے چل دیا۔ مگر وہ اُس کے پیچھے پیچھے ہو لی۔ لیکن پھر بھی اُس سے کچھ فاصلے پر رہی۔

یہ سُن کر کہ آنند گوتم شاکیہ مُنی کا ایک شاگرد ہے۔ وہ لڑکی بُدّھ کے پاس آئی اور درخواست کی کہ "اے پربھو! میری مدد کرو۔ اور مجھے وہاں رہنے دو۔ جہاں آپ کا شِشش (شاگرد) آنند رہتا ہے۔ تاکہ میں اُس کو دیکھ سکوں اور اُس کی سیوا (خدمت) کر سکوں۔ کیونکہ میں اُس کو پیار کرتی ہوں"۔

بُدّھ نے اُس کے دل کے بھاوؤں کو سمجھ کر کہا۔ "پرکرتی تیرا دل محبت سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن تُو خود اپنے جذبات کو نہیں سمجھتی۔ یہ آنند نہیں

ہے کہ جس کو تُو پیار کرتی ہے۔ بلکہ یہ اُس کی دیا ہے۔ پس اُس دیا کو حاصل کر جو تُو نے اُس کو اپنے ساتھ کرتے دیکھا ہے۔ اور زندگی کی جس غریبانہ اور ادنےٰ حالت میں تُو ہے۔ وہاں ہی رہ کر اُسکو دوسروں کے ساتھ عمل میں لا ٭

بیشک ایک راجہ کی فیاضی بہت تعریف کے لایق ہے۔ جبکہ وہ ایک غلام پر مہربانی کرتا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ تعریف کے قابل اُس غلام کی فیاضی ہے۔ کہ جو اُن تمام بے انصافیوں اور ظلموں کو کہ جو وہ برداشت کرتا ہے بھلا کر تمام نوع اِنسان کے لئے اپنے دل میں شُبھ اِچّھا (نیک نیتی) اور دیا (رحم) کا بھاؤ رکھتا ہے۔ اور وہ خود اُس پر ظلم کرنے والوں سے نفرت کرنا چھوڑ کر اور اُن کی زبردستی کا مقابلہ نہ کر سکنے پر بھی دِلسوزی سے اُن کی سرکشی اور غرور کے وطیروں کو رحم کی نگاہ سے دیکھتا ہے ٭

اے پَرکرتی تو بڑی بھاگوان (خوش نصیب) ہے۔ کیونکہ اگرچہ تیری ذات ماتنگ ہے۔ تاہم تُو امیرزادے مردوں اور امیرزادی عورتوں کے لئے مثل ایک نمونہ کے ہوگی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ تُو نیچ ذات کی ہے۔ لیکن براہمن تجھ سے سبق سیکھینگے۔ اگر تُو انصاف اور پاکیزگی کے راستہ سے قدم نہ ہٹاوے۔ تو تیرا جلال تخت نشین مہارانیوں کے شاہی جلال کو بھی ماند کریگا ٭

(۱۴) بھوکھا کُتّا

ایک راجہ کہ جو اپنی رعیت پر بہت ظلم کیا کرتا تھا۔ اور اِسی لئے اُسکی رعایا اُس کو سخت نفرت کرتی تھی۔ جب تتھاگت (بُدّھ) اُس کے راج میں آیا۔ تو راجہ نے اُن سے مِلنے کے لئے بڑی خواہش ظاہر کی۔

اور وہ اُس جگہ کہ جہاں مہاتما بُدھ ٹھیرے ہوئے تھے گیا۔ اور اُن سے پُوچھا
کہ "اے شاکیہ مُنی! کیا آپ مجھ کو ایسا اُپدیش دے سکتے ہیں۔ کہ جس سے
میرا دل پاپ سے آزاد ہو جائے۔ اور نیز میرے لئے مفید بھی ہو"۔
بُدھ نے فرمایا۔ "اچھا میں تم کو ایک بھوکے کتّے کی کہانی سُناتا ہوں"
کسی جگہ کا بادشاہ شریر اور ظالم تھا۔ اندر دیوتا ایک شکاری کے رُوپ
میں ماتلی دیو (جن) کو ساتھ لیکر زمین پر آیا۔ ماتلی نے ایک بہت بڑے
کتّے کی شکل اختیار کی ہوئی تھی۔ شکاری اور کُتّا دونوں اُس راجہ کے محل
میں داخل ہوئے اور کُتّا اِس زور سے بھونکا کہ شاہی محلّات اُسکی آواز
کے صدمہ سے جڑ سے ہل گئے۔ ظالم راجہ نے دہشت ناک شکاری کو
تخت کے سامنے پکڑوا منگایا۔ اور اس خوفناک بھوں بھوں (آواز) کا
باعث دریافت کیا۔ شکاری نے کہا۔ کتا بھوکھا ہے۔ یہ سُن کر خوف زدہ
راجہ نے اُس کے لئے کھانا منگایا۔ شاہی دسترخوان کے تمام کھانے
کُتّا چٹ کر گیا۔ لیکن پھر بھی بُری طرح بھونکتا ہی رہا۔ پھر اور کھانا منگایا
گیا۔ یہاں تک کہ سارے شاہی بھنڈار گھر خالی ہو گئے۔ اور کُتّے کی
بھوکھ دور نہ ہوئی۔ تب تو ظالم نا اُمید ہو گیا۔ اور پُوچھا کہ اِس منحوس کتّے
کی زوردار بھوکھ کسی چیز سے پُوری بھی ہو گی۔ شکاری نے جواب دیا۔ "کسی
چیز سے نہیں۔ ہاں شاید اس کو اپنے دشمنوں کے گوشت سے سیری
ہو جائے تو ہو جائے"۔ ظالم نے بہت تشویش اور فکر کے ساتھ پُوچھا
اِس کے دشمن کون ہیں؟ شکاری نے جواب دیا "یہ کُتّا اُس وقت تک
بھونکتا رہیگا۔ جب تک لوگ اِس راج میں بھوکھے ہیں۔ اور اِس کے

دشمن وہ لوگ ہیں۔ کہ جو بے انصافی کرتے اور غریبوں پر ظلم کرتے ہیں"۔
اب اس ظالم کو اپنی ظالمانہ کارروائیوں کو یاد کرکے انُوتاپ ہوا۔ اور وہ اپنی
ساری زندگی میں پہلی مرتبہ پاکیزگی کے اُپدیشوں کو سُننے لگا"۔
یہ کہانی ختم کرکے بُدھ راجہ کی طرف مخاطب ہوا۔ کہ جس کا رنگ زرد
ہو گیا تھا۔ اور اُس کو کہا۔ تتھاگت طاقتور آدمیوں کے روحانی کانوں کو تیز
کر سکتا ہے۔ اے مہاراجہ! جب تو اُس کتّے کی بھوں بھوں کی آواز سُنے۔
تو اُس وقت بُدھ کے اُپدیشوں کو خیال کر۔ اُس سے تو اس دیو کو شانت
(چپ) کرنا سیکھ جائیگا۔

(۱۵) خود مختار ظالم راجہ

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ برہم دت راجہ کی آنکھ ایک حسین عورت
پر پڑی۔ کہ جو ایک سوداگر کی اِستری (بیوی) تھی۔ اِس عورت کے لئے
راجہ کے دل میں یہاں تک عشق پیدا ہوا۔ کہ اُس نے حکم دیا کہ ایک
بیش قیمت جواہر پوشیدہ طور سے سوداگر کی گاڑی میں ڈال دیا جائے۔
چنانچہ اس ہیرے کے کھوئے جانے کی دھوم پڑی۔ اور تلاش ہوئی۔
اور سوداگر کے پاس ملا۔ بیچارہ سوداگر چوری کے الزام میں پکڑا گیا۔
راجہ نے ظاہری طور پر ایسا ثابت کیا۔ کہ گویا اُس نے ملزم کی جوابدہی
اور عذر کو بہت توجہ سے سُنا اور بناوٹی افسوس کے ساتھ سوداگر کے
قتل کا حکم دے دیا اور اُس کی عورت راج محل میں بھیج دی گئی۔
برہم دت نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اِس قتل کے موقع پر خود بھی جائے۔
کیونکہ ایسے نظاروں سے اُس کو بہت خوشی ملتی تھی۔ لیکن اُس شخص

نے جس کو قتل کی سزا دی گئی تھی۔ جب نہایت دِلسوزی کے ساتھ اپنے
بدنیت جج کی طرف دیکھا۔ تو راجہ کے عشق سے تاریک شدہ دِل کو بُدھ کے
پرم گیان کی جھلک نے روشن کر دیا۔ اور جب جلاّد نے مارنے کے لئے
تلوار اُٹھائی۔ تو برہم دت نے معلُوم کیا کہ سوداگر کی رُوح اُس کے وجود
میں داخل ہو گئی ہے۔ اور اُس نے قوّتِ واہمہ سے دیکھا کہ گویا وہ آپ
خود ہی قتل گاہ پر ہے۔ اِس حالت کو دیکھ کر برہم دت چلاّیا اور کہا ”ارے
جلاّد ٹھیر جا۔ یہ تو خود راجہ ہے جس کو تُو قتل کرتا ہے“۔ لیکن اب کیا ہو سکتا
تھا۔ وقت ہاتھ سے جا چُکا۔ اور جلاّد اپنا کام کر چُکا تھا۔ راجہ غش کھا کر زمین
پر گر پڑا۔ اور جب اُس کو ہوش آیا۔ تو معلوم ہوا کہ اُس میں ایک عجیب تبدیلی
واقع ہوئی ہے۔ اب وہ بیرحم اور ظالم نہ رہا۔ اور اُس وقت سے پاکیزگی
اور راستبازی کی زندگی بسر کرنے لگا۔

اے لوگو! تم جو کہ قتل اور ڈکیتیاں کرتے ہو! مایا کا پردہ تمہاری آنکھوں
پر پڑا ہوا ہے۔ اگر تم چیزوں کو اُن کی بیرونی اور ظاہری صورت میں نہ دیکھ کر
اُن کو اُن کی اصلی اور حقیقی صورت میں دیکھ سکتے۔ تو اپنے آتما کو اس قدر دُکھ
اور رنج ہرگز نہ دیتے۔ افسوس! تم نہیں دیکھتے کہ ایک نہ ایک دن تم کو اپنے
بُرے کاموں کے لئے پچھتانا پڑیگا۔ کیونکہ تم جو کچھ بوتے ہو۔ وہی کاٹو گے۔

(۱۶) واسو دتّا

متھرا میں ایک بیسوا رہتی تھی جس کا نام واسو دتّا تھا۔ اتفاق سے
اُس نے بُدھ کے ایک شِشیہ (شاگرد) اُپ گپت کو کہ جو دراز قد اور حسین

نوجوان تھا۔ دیکھا۔ اور اُس کو بہت ہی پیار کرنے لگی۔ واسودتا نے اُس نوجوان کی دعوت کی لیکن اُس نے جواب میں کہلا دیا کہ "ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ اُپ گپت واسودتا سے ملے" ✤

بیسوا اِس جواب سے متحیر ہوئی۔ اور اُس نے پھر اُس کو بلا بھیجا اور کہا۔ "واسودتا محبت کی بھوکھی ہے۔ وہ اُپ گپت سے روپیہ نہیں چاہتی"۔ لیکن اُپ گپت نے پھر وہی پیچیدہ (رمز آمیز) جواب دے بھیجا اور اُس کے پاس تک نہ گیا ✤

چند مہینے بعد واسودتا کی شہر کے کاریگروں کے سردار سے ملاقات ہوگئی اور اُنہی دنوں اِتفاق سے ایک امیر آدمی متھرا میں آیا۔ جو واسودتا کو دیکھ کر فریفتہ ہوگیا۔ اُس کا مال و متاع دیکھ کر اور دوسرے آشنا کی رقابت سے ڈر کر واسودتا نے کاریگروں کے سردار کو کسی ترکیب سے مروا ڈالا۔ اور اُس کی لاش کو کوڑی کے نیچے چھپا دیا ✤

جب اُس سردار کا پتہ نہ مِلا۔ اُس کے رشتہ دار اور دوست اُسے تلاش کرنے لگے۔ اور اُس کی لاش ڈھونڈ نکالی۔ آخرش واسودتا کی ایک جج کے روبرو پیشی ہوئی۔ اور عدالت سے یہ حُکم ہوا کہ اُس کے دونوں کان، ناک، اور ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ اور اُسکو ایک قبرستان میں پھینک دیا جائے ✤

بیسوا واسودتا گو ایک بڑی تُند مزاج عورت تھی۔ لیکن وہ اپنے نوکروں سے بڑی مہربانی کے ساتھ پیش آتی تھی۔ اِس لئے اُس کی ایک ٹہلنی (خدمتگارنی) اُس کے پیچھے پیچھے گئی۔ اور اُس کی پچھلی عنایات اور محبت

کے لحاظ سے اُس کی اُس جاں کندنی کی حالت میں تیمارداری اور غمگساری کرتی اور کوؤں کو اُڑایا کرتی تھی۔ تاکہ وہ اُس کا ماس نوچ نوچ کر نہ کھائیں۔

اب وہ وقت آ گیا تھا کہ جب اُپ گپت نے واسودتّا سے ملنے کا فیصلہ کیا۔ اور اُس کے پاس گیا۔ واسودتّا نے اُسے آتا دیکھ کر اپنی پُرانی خادمہ سے کہا کہ میرے کٹے ہوئے اعضاء اکٹھا کر کے ایک کپڑے سے ڈھک دے۔ اُپ گپت اُس کے ساتھ بہت مہربانی سے پیش آیا۔ لیکن اُس (واسودتّا) نے اُس حال میں بھی شوخی اور ناز سے کہا۔ "ایک وقت تھا کہ اِس جسم سے کنول کے پھول جیسی مہک آتی تھی۔ اُس وقت میں نے تم سے اظہارِ محبت کیا تھا۔ میں اُن دنوں جواہرات اور عمدہ تن زیب کے کپڑوں میں ملبوس تھی۔ اب جلاد نے میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے ہیں۔ اور لہو میں لتھڑی ہوئی ہوں"۔ یہ سُن کر اُس نوجوان نے کہا۔ بہن! میں تمہارے پاس نفسانی خواہشوں اور خوشیوں کو بھوگنے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ بلکہ اِس غرض سے آیا ہوں کہ تجھ کو اُس حسن و جمال کی عوض میں جو تو کھو بیٹھی ہے اُس سے اعلےٰ تر حسن دوں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے تتھاگت (بدھ) کو اِس دُنیا میں چلتے پھرتے اور لوگوں کو اپنے اعلےٰ اور عجیب دھرم کی تعلیم دیتے دیکھا ہے۔ لیکن تو اُس وقت پاکیزگی اور راستی کی باتوں کو نہ سُنتی تھی۔ کیونکہ تو اُن دنوں ترغیبات (پرلوبھنوں) سے محیط اور دُنیوی سُکھوں اور نفسانی جذبات کی سیری پر فریفتہ تھی۔ چونکہ اُس وقت تیرا دل آوارہ تھا۔ اور تجھے اپنے فانی حُسن اور انداز پر بڑا ابھیمان (غرور) تھا۔ اِس لئے تو تتھاگت کے اُپدیشوں کو نہیں سُن سکتی تھی۔

واسودتا! ایک حسین صورت کی ادائیں مثل سراب کے دھوکھا دینے والی ہیں اور بہت جلد انسان کو پرلوبھن میں ڈال دیتی ہیں۔ کہ جن کا روکنا تیرے لئے بہت مشکل ثابت ہوا ہے۔ لیکن اِس فانی چندروزہ خوبصورتی کے علاوہ ایک اور خوبصورتی بھی ہے۔ کہ جس کا رنگ کبھی پھیکا نہیں پڑتا اور اگر تو ہمارے پربھو بدھ کے دھرم کو ایک بار سن لے تو تجھ کو وہ شانتی ملیگی کہ جو ناپاک خوشیوں کی پراگندہ دُنیا میں کبھی نہیں مل سکتی *

واسودتا یہ سُن کر شانت (مطمئن) ہوگئی۔ اور روحانی آنند (راحت) نے اُس کے جسمانی درد کے عذاب کو بہت ہلکا کر دیا۔ کیونکہ جہاں جس قدر زیادہ عذاب ہے۔ وہاں اُسی قدر زیادہ برکتیں اور آنند بھی ہے۔ اُس نے بدھ دھرم اور سنگھ کی شرن (پناہ) لی۔ اور وہ اپنے پاپوں کی سزا کو پوتر سادھوؤں جیسے توکّل کے ساتھ برداشت کر کے اس لوک سے رخصت ہوگئی *

(۱۷) جامبوُند میں شادی کی دعوت (ضیافت)

جامبوُند میں ایک شخص رہتا تھا کہ جس کی اگلے دن شادی ہونے والی تھی۔ اُس نے خیال کیا کہ "کاش بدھ مہاراج بھی شادی میں موجود ہوتے" بدھ اُس کے گھر کے پاس سے گزرے اور اُس سے ملے۔ اور جب اُن کو دُولھا کی دلی آرزو معلوم ہوئی۔ تو اُنھوں نے آنا منظور کر لیا *

جب پوتر آتما بدھ مع اپنے بہت سے بھکھشوؤں کے وہاں گئے۔ تو میزبان نے (جس کی آمدنی معمولی تھی) اپنے مقدور بھر اُن کی خاطر تواضع کی اور کہا "مہاراج! آپ اور آپ کی ساری سنگت اپنی مرضی کے موافق پرسن

ہو کر بھوگ لگاویں ''۔

جب تک سب پوتر آتما کھاتے رہے۔ کھانے پینے کے سامانوں میں کمی نہ آئی اور میزبان نے اپنے دِل میں سوچا کہ "یہ کیسی عجیب بات ہے۔ کہ میں اپنے تمام احباب اور رشتہ داروں کو بھی بافراغت کھلا سکتا تھا۔ کاش میں اُن کو بلا لیتا۔

میزبان یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اِتنے میں اُس کے سارے رشتہ دار اور دوست گھر میں آموجود ہوئے۔ اور باوجودیکہ گھر کا دالان چھوٹا تھا لیکن اُسی جگہ سب کے لئے گنجایش نکل آئی۔ اور وہ سب کھانے بیٹھ گئے۔ اِن سب کو کھانا کھلا دینے کے بعد بھی بہت کچھ بچ رہا۔

بُدھ اِتنے مہمانوں کو بشاش دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ اور اُن کے دلوں کو راستی کے بچنوں سے خوش کیا۔ اور پاکیزگی کی برکتوں کا اِس طور پر پرچار کیا کہ "اِس دُنیا میں سب سے بڑی فانی خوشی جس کا کوئی شخص خیال باندھ سکتا ہے شادی کا رِشتہ ہے۔ جو دو پریم پُورن (پُر محبت) دِلوں کو گرہ لگاتا ہے لیکن ایک خوشی اِس سے بھی بڑھ کر ہے۔ اور وہ راستی کا پانا ہے۔ موت سوامی اور استری (خاوند اور بیوی) کو جُدا کر دیگی۔ لیکن جس نے راستی کے ساتھ شادی کی ہے۔ اُس پر وہ کچھ بھی اثر نہیں کر سکتی۔ اِس لئے راستی کے ساتھ شادی کرو۔ اور اپنے آپ کو سچائی کے ہی پاک عقد میں باندھو۔

"وہ سوامی جو اپنی استری کو پریم کرتا اور یہ چاہتا ہے کہ اُن کا رشتہ ابدالآباد تک قایم رہے اُس کو چاہیئے کہ اپنی استری (بیوی) کے ساتھ وفادار رہے۔ تاکہ وہ مجسّم راستی بن جائے۔ ایسی صورت میں اُس کی

اِستری اُس پر بھروسہ۔ شردھا اور اُس کی سیوا کریگی ✣

جو استری اپنے سوامی کو پریم کرتی اور وصال دائمی کی تمنّا رکھتی ہے اُس کو چاہئے کہ اپنے سوامی کے ساتھ وفادار رہے۔ تاکہ وہ مجسّم راستی بن جائے۔ اِس صورت میں وہ اُس پر اعتبار اور اُس کی عزت کریگا۔ نیز اُس کی ضروریات کو پورا کریگا ✣

مَیں تُم سے سچ کہتا ہوں کہ اُن کی ہی شادی مجسّم راحت اور پاکیزگی ہوگی۔ اور اُن کی اولاد مثل اپنے والدین کے ہوگی۔ اور اُنکی خوشی کی شہادت دیگی ✣

"کسی شخص کو کنوارا نہیں رہنا چاہئے۔ ہر شخص کو لازم ہے کہ راستی کو پاک محبّت کے ساتھ اپنے عقد میں لاوے۔ اور جب مار (موت) تمہارے وجود کی ان ظاہری صورتوں کو جُدا کرنے کے لئے آئیگا۔ تو تُم پھر بھی راستی میں زندہ رہوگے۔ اور تم ابدی زندگی (امر جیون) کے حصہ دار بنوگے۔ کیونکہ راستی غیر فانی ہے" ✣

مہمانوں میں ایسا کوئی بھی نہ تھا کہ جس کی رُوحانی زندگی پر کُچھ نہ کُچھ اثر نہ ہوا ہو۔ اور کُچھ تقویت حاصل نہ کی ہو۔ اور پوتر جیون کے مٹھاس کو محسوس نہ کیا ہو۔ اِس لئے اُنھوں نے بُدّھ۔ دھرم اور سنگھ کی شرن لی ✣

(۱۸) ایک چور کی تلاش میں ایک پارٹی (جماعت)

اپنے شاگردوں کو پہلے ہی روانہ کرکے بُدّھ خود جابجا پھرتے ہوئے اُرُوبلوؔ گاؤں میں جا پہنچے ✣

راستے میں وہ درختوں کے ایک جھُنڈ کے نیچے سستانے بیٹھ گئے۔

اتفاق سے وہیں تیس دوستوں کی ایک پارٹی ٹھیری ہوئی تھی کہ جو اپنی استریوں کے ساتھ خوشی منارہے تھے۔ اور ہنسی ٹھٹھا کر رہے تھے۔ تو اُنکا کچھ اسباب چوری ہوگیا ؛

وہ ساری پارٹی چور کی تلاش کرنے لگی۔ اور بُدّھ کو ایک درخت کے نیچے بیٹھے دیکھ کر سب نے پرنام کیا اور پوچھا کہ "مہاراج! مہربانی کرکے فرمائیے کہ کیا آپ نے چور کو ہمارا اسباب لے جاتے دیکھا ہے؟"

بُدّھ نے جواب دیا "تمہارے لئے کیا بہتر ہے؟ چور کی تلاش میں جانا یا اپنی؟" یہ سنتے ہی وہ بول اُٹھے۔ "اپنی تلاش میں"۔ بُدّھ دیو نے کہا۔ "اچھا تو تم سب بیٹھ جاؤ۔ میں تم کو راستی کے متعلق اُپدیش دونگا" ؛

ساری جماعت بیٹھ گئی۔ اور اُنھوں نے اُن کے اُپدیش کو بہت شوق سے سُنا اور راستی کو سمجھ کر اُنھوں نے اِس دھرم کی بہت تعریف کی اور بُدّھ کی شرن لی ؛

(۱۹) یم راج کی سلطنت میں

کسی جگہ ایک براہمن رہتا تھا کہ جو مذہبی رسوم کا پابند اور بھاؤک (اپنی محبت میں پُرجوش) شخص تھا۔ لیکن وہ دِبّ گیان (معرفت حقیقی) سے بے بہرہ تھا۔ اُس کا ایک ہوشیار اور ہونہار لڑکا سات برس کی عمر میں ہی ایک مہلک مرض میں مبتلا ہوکر گزر گیا۔ بدنصیب باپ غم کو ضبط کر سکنے کی تاب نہ لاکر اور اس دُکھ سے بیہوش ہوکر بیٹے کی لاش پر گر پڑا اور وہیں مثل مُردے کے پڑا رہا ؛

رشتہ داروں نے آکر بچے کی لاش کو دفنا دیا۔ اور جب باپ ہوش میں آیا۔ تو وہ بچے کے رنج میں ایسا ازخود رفتہ تھا کہ پاگلوں کی سی باتیں کرنے لگا۔ اور روتا پیٹتا ہوا اِدھر اُدھر یم راج (موت کے بادشاہ) کا مکان پوچھتا پھرا۔ تاکہ اُس کی خدمت میں منت خوشامد کرنے سے اُس کا لڑکا زندہ ہو کر اُس کو واپس مل جائے +

غم زدہ باپ نے براہمنوں کے ایک بڑے مندر میں جاکر پوجن وغیرہ کی خاص رسوم ادا کیں اور سو گیا۔ خواب میں گھومتے گھومتے ایک عمیق پہاڑی درے کے پاس پہنچا۔ جہاں اُسے کئی ایسے شَرمن ملے۔ جنہوں نے پرم گیان (حقیقی معرفت) حاصل کیا تھا۔ اُس نے اُن سے کہا کہ۔ "اے دیاوان پُرشو (رحم دل لوگو!) ذرا مجھے اِتنا تو بتلا دو کہ یم راج کا دروازہ کہاں ہے؟" اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ "بھائی! تم کیوں جاننا چاہتے ہو؟"

جب اُس نے اپنی دردناک کہانی سُنائی۔ اور یم راج میں جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ تو اُس کی اگیانتا (نادانی) پر رحم کھا کر شرمنوں نے کہا کہ "یم کے راج میں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ مگر یہاں سے کوئی چار سو میل کے فاصلے پر پچھم کی طرف ایک بڑا شہر ہے جہاں بہت سے اچھے آتما (رُوحیں) رہتے ہیں۔ اور ہر آٹھویں دِن یم اُس جگہ کا ملاحظہ کرتا ہے۔ وہاں تم اُس سے مِل سکتے ہو۔ کہ جو موت کا بادشاہ ہے اور اُس سے بر مانگ سکتے ہو" +

براہمن یہ سُن کر خوش ہوا اور اُس شہر کی طرف چلا۔ اُس شہر کو جیسا کہ شرمنوں نے بتلایا تھا ویسا ہی پایا اور اُس کو موت کے بادشاہ یم کی ہیبت ناک حضوری میں جانے کے لئے اجازت بھی مل گئی +

یم نے براہمن کی درخواست کو سُن کر کہا۔" اب تمہارا بیٹا شرقی باغ میں رہتا اور وہاں کھیلتا پھرتا ہے۔ وہاں جاؤ اور اُس کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے کہو"۔

باپ نے خوش ہوکر کہا کہ۔" میرے بیٹے نے کوئی بھی نیک کام نہیں کیا۔ پھر وہ بہشت میں کیونکر داخل ہوگیا"؟

یم راجہ نے جواب دیا۔ اُسے یہ سُورگی آنند (بہشتی راحت) اچھے کاموں کے صلے میں نصیب نہیں ہوا۔ بلکہ اِس لئے کہ جس وقت اُس کی موت ہوئی وہ پربھو بُدّھ پر بشواس (ایمان) رکھتا اور اُن کو پریم کرتا تھا"۔

بُدّھ کہتا ہے۔" پریم اور بشواسی دل سُکھ دایک سایہ کی طرح منشیہ لوک (فانی دُنیا) سے دیو لوک (بہشت) تک پھیل جاتا ہے۔ یہ پُرجلال اور اعلےٰ بچن (قول) ایک شاہی فرمان پر بمنزلہ بادشاہی مُہر کے ہے"۔

غرض باپ خوشی خوشی وہاں پہنچا۔ اور اُس نے اپنے پیارے بچے کو دوسرے بچوں کے ساتھ کہ جن سب کی شکلیں سورگی جیون (بہشتی زندگی) کی پاک برکتوں کی شانتی سے بدلی ہوئی تھیں کھیلتے دیکھا۔ اور وہ روتے اور آنسو بہاتے ہوئے دوڑ کر اپنے لڑکے کے پاس گیا۔ اور اُس سے کہا۔" بیٹا! کیا تم کو یاد نہیں کہ میں تمہارا باپ ہوں۔ میں نے پیار سے تم کو پالا پوسا اور بیماری میں تمہاری خدمت کی؟ آؤ میرے ساتھ زندوں کے دیس کو واپس چلو"۔ لیکن اُس نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جانے کے لئے کشمکش کرتے ہوئے اپنے باپ کو باپ بیٹے کے انوکھے الفاظ استعمال کرنے کے لئے جھڑکا اور کہا۔" میں اپنی موجودہ حالت میں اِن الفاظ سے

واقف نہیں ہوں۔ کیونکہ میں خودی کے دھوکے سے آزاد ہوں" ✤

یہ سن کر براہمن واپس چلا آیا۔ اور جب وہ اپنے خواب سے بیدار ہوا۔ تو اُسے بُدّھ دیو کا خیال آیا۔ اور اُس نے اُن کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ اور اپنے دل میں ٹھان لی۔ کہ میں اپنا سارا غم اُن کے سامنے ظاہر کر کے اُن سے شانتی حاصل کرونگا ✤

جیت بن میں پہنچ کر براہمن نے اپنے خواب کی ساری کہانی کہ کس طرح سے اُس کے بیٹے نے اس کو پہچاننے اور اس کے ساتھ گھر واپس آنے سے انکار کیا۔ کہہ سُنائی ✤

بُدھ نے یہ سُنکر جواب دیا کہ۔ "تم سچ مُچ خودی کے دھوکے اور اگیانتا (رُوحانی تاریکی) میں پڑے ہوئے ہو۔ کیونکہ جب انسان مرجاتا ہے۔ تو اُس کا جسم۔ مثل اُس مہمان کے جو گھر سے رخصت ہوتے وقت اُس گھر کے تعلقات کو زمانہ گزشتہ کی بات کی طرح وہیں چھوڑ جاتا ہے۔ عناصر میں خلط ملط ہوجاتا ہے لیکن اُس کا آتما (روح) نہیں مرتا بلکہ ایک اعلےٰ زندگی پاتا ہے کہ جس میں تمام رشتوں مثلاً باپ بیٹے۔ استری اور ماں وغیرہ کی اصطلاحیں ختم ہوجاتی ہیں ✤

لوگ زیادہ تر اُس چیز سے واسطہ رکھتے ہیں کہ جو گزر جانے والی ہے۔ لیکن زندگی کا آخری وقت چلتے ہوئے سیلاب کی مانند بہت جلد آپہنچتا اور تمام فانی چیزوں کو ایک لحظہ میں بہالے جاتا ہے۔ اور وہ لوگ اُس اندھے کی مانند ہیں جو جلتے ہوئے چراغ کو دیکھنے کے لئے بیٹھا ہو ✤

دانا دُنیوی رِشتوں کی بے ثباتی کو سمجھ کر دُکھ کے سبب کو دُور کرتے اور

رنج اور شوک کے اُبلتے ہوئے بھنور سے بچ جاتے ہیں +
دِبّ گیان اِنسان کو اِس دُنیا کے سُکھ اور دُکھ سے اوپر لے جاتا اور
ابدی شانتی (اطمینانِ قلب) عطا کرتا ہے +
یہ اُپدیش سُن کر براہمن نے اُس سُورگی گیان حاصل کرنے کے لئے کہ
جس کے ذریعے سے ہی دُکھیا دِل کو شانتی مِل سکتی ہے بُدّھ سے بھکھشوؤں
کی جماعت میں داخل ہونے کی اجازت چاہی +

(۲۰) رائی کا دانہ

کِسی جگہ ایک امیر رہتا تھا۔جس نے معلوم کیا کہ اُس کی اشرفیاں اچانک
راکھ بن گئیں۔ اِس گھٹنا (واقعہ) سے اُس کو ایسا صدمہ پہنچا کہ وہ اپنے بستر سے
سے لگ گیا اور کھانا پینا سب چھوڑ دیا۔ایک دوست اُس کی بیماری کا حال
سُن کر اُس سے مِلنے کے لئے آیا۔اور اُس کے رنج کا سبب سُن کر کہا کہ۔
"تم نے اپنی دولت کا اچھا استعمال نہ کیا۔کیونکہ جب تم نے اس کو جوڑ جوڑ
کر رکھا تو اُس میں اور راکھ میں کیا فرق رہا۔ اب میں تم کو مشورہ دیتا ہوں کہ
بازار میں چٹائیاں بچھا کر اُن پر اس راکھ کا ڈھیر لگا دو اور اُسے بیچنا شروع کرو"
امیر آدمی نے ویسا ہی کیا۔جب لوگوں نے اُس سے پوچھا کہ "تُو راکھ
کیوں بیچتا ہے؟" تو اُس نے کہا "میں راکھ نہیں بیچتا۔بلکہ اپنا مال بیچتا
ہوں"۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک لڑکی کِرشنا گوتمی جو ایک یتیمہ اور بہت
غریب تھی۔وہاں سے گُزری۔اور اُس امیر کو بازار میں دیکھ کر بولی "مہاراج!
آپ کیوں سونے اور چاندی کو بازار میں اس طرح ڈھیر لگا کر بیچتے ہیں"؟ امیر

نے جواب دیا کہ "تم مہربانی کر کے یہ سونا اور چاندی مجھے اٹھا دو"۔ کرشنا گوتمی نے راکھ میں سے ایک مٹھی بھر کر اٹھا لی اور وہ راکھ کا ڈھیر سونا بن گیا ٭

امیر نے۔ یہ خیال کر کے کہ کرشنا گوتمی رُوحانی گیان کے دِبّ چکھشور کھتی اور چیزوں کی اصل حقیقت کو دیکھتی ہے۔ کہا۔ کہ اکثر لوگوں کے نزدیک سونا راکھ سے بہتر نہیں ہے۔ لیکن کرشنا گوتمی میں یہ خوبی ہے کہ اُس کے ہاتھوں سے اگر راکھ چھُو جائے تو خالص سونا بن جاتا ہے۔ اُس نے اپنے بیٹے کے ساتھ اُس کی شادی کر دی ٭

کرشنا گوتمی کے ہاں ایک ہی بیٹا پیدا ہوا اور وہ مر گیا۔ غمِ مادری سے وہ اپنے مُردہ بچے کو تمام پڑوسیوں کے پاس لے گئی اور اُن سے دوائی مانگی۔ لوگوں نے کہا۔ "کرشنا گوتمی! تُو دیوانی ہو گئی ہے۔ یہ لڑکا تو مر چکا ہے" ٭

آخر ش کرشنا گوتمی ایک شخص سے ملی۔ اور اُس نے اُس کی درخواست کا یہ جواب دیا کہ "میں خود تو تیرے بچّے کے لئے دوائی نہیں دے سکتا۔ لیکن میں ایک ایسے حکیم کو جانتا ہوں کہ جو دوا دے سکتا ہے" ٭

لڑکی نے کہا۔ "براہِ مہربانی بتلائیے کہ وہ کون شخص ہے؟" اُس نے جواب دیا کہ "شاکیہ منی بُدّھ کے پاس چلی جا" ٭

کرشنا گوتمی بُدّھ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور کہا۔ "اے مہاراج! اے پربھو! مجھ کو وہ دوائی دیجئے کہ جس سے میرا لڑکا پھر جی اُٹھے" ٭

بُدّھ نے جواب دیا کہ "مجھے ایک مٹھی بھر رائی کے دانے لا دے" ٭

جب لڑکی نے خوشی میں آ کر رائی لا دینے کا وعدہ کیا۔ تو بُدّھ نے کہا۔ "مگر شرط یہ ہے کہ رائی ایسے گھر کی ہو کہ جس گھر میں کوئی بچّہ۔ سوامی۔ ماں باپ

یا دوست نہ مرا ہو۔"

بیچاری کرشنا گوتمی گھر گھر سرگرداں پھری۔ لوگوں نے اُس پر ترس کھایا۔ اور کہا "ہمارے ہاں رائی ٹہے لے جا" لیکن جب اُس نے پوچھا کہ "تمہارے پریوار میں کوئی بیٹا۔ بیٹی۔ ماں باپ تو نہیں مرا" اُنہوں نے جواب دیا کہ۔ "افسوس! جینے والے بہت تھوڑے۔ اور مرے ہوئے بہت ہیں۔ ہم کو ہمارے نہایت گہرے غم یاد نہ دلاؤ" غرضیکہ اس کو کوئی ایسا گھر نہ ملا کہ جس میں کسی پیارے کی موت نہ ہوئی ہو۔ اب کرشنا گوتمی پھرتے پھرتے بہت تھک گئی۔ اور نا اُمید ہو کر راستے کے کنارے پر بیٹھی ہوئی شہر کے چراغوں کی طرف دیکھنے لگی۔ جو ٹمٹماتے اور پھر بجھ جاتے تھے۔ آخرش سب جگہ رات کا اندھیرا چھا گیا۔ اور اُس نے اس حالت میں آدمیوں کی زندگی پر غور کر کے معلوم کیا کہ اُن کی زندگیاں بھی مثل چراغوں کے ٹمٹماتی اور بجھ جاتی ہیں۔ پھر اُس کو اپنی نسبت خیال آیا۔ کہ میں خودی کے بس ہو کر اور اَوروں کے رنج کا خیال نہ کر کے اپنے بیٹے کے دُکھ سے کس قدر دُکھی ہوں۔ گو موت سب کے لئے یکساں ہے۔ مگر اس بربادی کی وادی میں ایک راستہ ہے کہ جو اُس شخص کو جس نے اپنی تمام خود غرضی (سوارتھ) کو ترک کر دیا ہے ابدی زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔

اپنے بچے کے موہ کی خود غرضی کو دُور کر کے کرشنا گوتمی نے اسکی لاش کو جنگل میں دفنا دیا۔ اور بدھ کے پاس واپس آ کر اُس کی شرن لی۔ اور وہ دھرم حاصل کر کے کہ جو ہمارے لئے مثل ایک مرہم کے ہے۔ جسکے لگانے سے ہمارے تکلیف زدہ اور دُکھیا دلوں کے درد کو آرام حاصل ہوتا ہے۔

شانتی حاصل کی ÷

بُدھ نے فرمایا کہ (۱) اس دُنیا میں فانی انسانوں کی زندگیاں دُکھیا چندروزہ اور تکلیفات سے گھری ہوئی ہیں۔ کیونکہ کوئی ایسا ذریعہ نہیں۔ جس سے وہ لوگ جو پیدا ہوئے ہیں۔ موت کے ہاتھ سے بچ سکیں۔ بُڑھاپے کے بعد موت ہے اور تمام جانداروں کی یہی پرکرتی (خاصیت) ہے ÷

(۲) جیسے پکے ہوئے پھلوں کے جلد گر جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اسی طرح جب انسان پیدا ہوتے ہیں۔ تو وہ ہمیشہ موت کے خطرے میں رہتے ہیں ÷

(۳) جیسے مٹی کے تمام برتنوں کا کہ جن کو کمہار بناتا ہے۔ ایک نہ ایک دن ٹوٹنا انجام ہے۔ ویسے ہی آدمیوں کی زندگی کا حال ہے ÷

(۴) کم سن ہو۔ یا بالغ۔ مُورکھ (نادان) ہو یا گیانی (دانا) سب ہی تو موت کے قبضے میں اور اُسکے زیر اثر ہیں ÷

(۵) جن کو موت آدباتی ہے اور جو جان سے گزر جاتے ہیں۔ اُن میں سے باپ بیٹے کو یا دیگر رشتہ دار اپنے رشتہ داروں کو نہیں بچا سکتے ÷

(۶) خویش و اقربا کے دیکھتے دیکھتے اور زار زار بلاپ کرتے ہوئے موت انسانوں میں سے ایک ایک کو ویسے ہی لے جا رہی ہے کہ جیسے ایک بیل کو ذبح کرنے کے لئے لے جاتے ہیں ÷

(۷) دُنیا اِس طرح پر موت اور ضعیفی کی وجہ سے تکلیف پا رہی ہے۔ مگر دانا لوگ غم نہیں کرتے۔ کیونکہ وہ دُنیا کے حالات سے واقف ہیں ÷

(۸) لوگ ایک امر کے جس طرح پر واقع ہونے کا خیال باندھتے ہیں بسا اوقات ٹھیک اُس کے برخلاف ہوتا ہے کہ جس سے اُنکو بہت بڑی

نا اُمیدی ہوتی ہے۔ دُنیا کا ایسا ہی حال ہے ✦

(۹) رونے اور رنج کرنے سے کسی کے دل کو شانتی نہیں مل سکتی۔ بلکہ ایسا کرنے سے اور بھی زیادہ دُکھ بڑھ جاتا ہے۔ اور بیماری سے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ کر جسمانی تکلیف بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ مگر کسی کے بلاپ کرنے سے مرے ہوئے زندہ نہیں ہو سکتے ✦

(۱۰) لوگ گزرتے چلے جاتے ہیں۔ اور موت کے بعد اُن کا انجام اُنکے کرموں کے موافق ہوتا ہے۔ خواہ کوئی شخص سو سال یا اُس سے زیادہ بھی جیتا رہے مگر آخرش اُس کو اپنے رشتہ داروں سے جُدا ہونا اور اِس دُنیا کی زندگی کو چھوڑنا ہی پڑیگا ✦

(۱۱) جو شانتی کا خواستگار ہے۔ اُس کو چاہیئے کہ بلاپ۔ شکایت اور غم کے تیر کو نکال پھینکے ✦

(۱۲) وہ جس نے یہ تیر نکال پھینکا ہے۔ اور جو شانت ہو گیا ہے۔ وہ دلی شانتی حاصل کریگا۔ اور جو دُکھ پر غالب آگیا ہے۔ وہ غم سے آزاد ہو جائیگا اور اُسی کی زندگی مبارک ہوگی ✦

(۲۱) دریا پر چل کر گُرو کے پیچھے جانا

شراوستی کے جنوب میں ایک بڑا دریا تھا۔ جو بہت گہرا اور چوڑا تھا۔ اور جس کے کناروں پر پانسو گھروں کا ایک چھوٹا سا گاؤں آباد تھا۔ اُس کے باشندوں نے اب تک مُکتی کا شُبھ سمباد (نجات کی خوشخبری)، نہ سُنا تھا۔ اور وہ دُنیا پرستی اور خود غرضی کے کاموں میں ڈوبے ہوئے تھے ✦

لوگوں کی مُکتی کا خیال کر کے بُدّھ نے (جن کی عزّت ساری دُنیا کرتی ہے) اُس گاؤں میں جانے اور وہاں کے لوگوں کو اُپدیش دینے کا ارادہ کیا چنانچہ وہ دریا کے کنارے پر آئے اور ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ اور لوگ اُن کے سُروپ کا تیج (چہرہ کا جلال) دیکھ کر شردھا کے ساتھ اُن کے پاس گئے اور جب بُدّھ نے اُن کو اُپدیش دینا شروع کیا۔ تو اُنہوں نے اُن پر یقین نہ کیا +

جب بُدّھ شراوستی سے چلے گئے تھے تو ساری پُتر کے دل میں پربھو (بُدّھ) سے ملنے اور اُن کا اُپدیش سُننے کے لئے اشتیاق ہوا۔ دریا پر پہنچ کر جہاں کہ پانی گہرا اور بہاؤ زوردار تھا۔ اپنے دل میں کہا کہ "یہ ندی مجھ کو نہ روک سکیگی۔ میں جاؤنگا اور اُن کے درشن کرونگا"۔ وہ دریا کے اُوپر سے چلا۔ اور پربھو کے پاس آیا اور اُن کو پرنام کیا۔ گاؤں کے لوگ ساری پُتر کو دیکھکر بہت حیران ہوئے اور تعجب کرنے لگے کہ نہ تو دریا پر پُل تھا اور نہ کوئی کشتی تھی اس لئے اُس نے کس طرح عبور کیا اور وہ اُس کی سطح پر بغیر ڈوبنے کے کس طرح چل سکا +

ساری پُتر نے جواب دیا "جب تک میں نے بُدّھ کی آواز نہ سُنی تھی۔ تب تک میں جہالت میں پڑا ہوا تھا۔ چونکہ میرا دل مُکتی کے دھرم کو سُننے کے لئے بہت بیقرار تھا اس لئے میں نے دریا کو عبور کیا۔ اور موجیں مارتے ہوئے پانی پر چلتا ہوا یہاں آپہنچا۔ کیونکہ میں بشواس (اعتقاد) رکھتا تھا صرف ایک بشواس ہی نے مجھے ایسا کرنے کے قابل بنا دیا اور اب میں یہاں آ کر اپنے آقا کے سہباس (صحبت) کے آنند (راحت) کو بھوگ رہا ہوں" +

اِس پر بُدھ نے کہا "ساری پُتر تُو نے بہت ٹھیک کہا ہے۔ تیرے جیسا بشواس (اعتقاد) ہی اکیلا دُنیا کو جُون (تناسخ) کے خوفناک سمندر میں گرنے سے بچا سکتا ہے اور اِس قابل بنا سکتا ہے کہ آدمی اُس پر سے خشک گزر کر دوسرے کنارے پر پہنچ جائے اور نہ بھیگے"۔ بُدھ نے گاؤں والوں کو اس بارے میں بہت تاکید کی۔ کہ دُکھ پر فتح حاصل کرنے کے لئے لگاتار دھاوا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور دُنیا پرستی کے دریا کو عبور کرنے اور موت سے مُکتی (نجات) حاصل کرنے کے لئے تمام بیڑیوں کو توڑ پھینکنا چاہیئے *

تتھاگت کے اُپدیش کو سُنکر گاؤں والوں کے دِل خوشی سے بھر گئے۔ بُدھ کے اصولوں پر یقین لاکر پانچوں قواعد جو گرہستیوں (دُنیاداروں) کے لئے ضروری ہیں۔ گرہن (قبول) کئے۔ اور اُنکے نام کی شرن (پناہ) لی *

(۲۲) بیمار بھکھشو

ایک بوڑھے بھکھشو کو۔ کہ جو بڑے سخت مزاج کا آدمی تھا۔ ایک ایسی غلیظ بیماری ہو گئی کہ جس کو دیکھنے اور جس کی بُو سے قے آنے لگتی یہاں تک کہ کوئی اُس کے پاس نہ جا سکتا اور نہ اِس تکلیف میں اُس کی مدد کر سکتا تھا۔ اتفاق سے بُدھ اُس بہار میں چلے آئے۔ جہاں وہ بیچارہ اور لاچار شخص پڑا ہوا تھا۔ اُس کی ایسی حالت سُن کر اُنھوں نے پانی گرم کرنے کے لئے حکم دیا۔ اور خود اُس بیمار کے کمرہ میں گئے۔ تاکہ مریض کے

زخموں کو خود اپنے ہاتھوں سے دھوئیں اور اپنے شاگردوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا:-

"تتھاگت اِس دُنیا میں اس لئے آیا ہے کہ غریبوں کی مدد۔ لاوارثوں کی دستگیری۔ اور جو جسمانی تکلیف میں مبتلا ہوں۔ اُن کی سیوا اور ٹہل کرے۔ خواہ وہ اُس کے دھرم کے پیرو ہوں یا نہ۔ اور اِس لئے آیا ہے کہ اندھوں کو آنکھیں دے اور اگیانیوں کے دلوں کو روشن کرے۔ یتیموں اور بُوڑھوں کے حقوق کی حفاظت کرے اور اپنے اِس عمل سے دوسروں کے لئے مثال قایم کر دے۔ یہی اُس کے کام کی تکمیل ہے۔ جس طرح سے دریا جو اپنے آپ کو سمندر میں گُم کر دیتے ہیں۔ اپنی منزل مقصود حاصل کرتے ہیں۔ اُسی طرح وہ بھی اپنے اوپر دُکھ لیکر اپنی زندگی کی منزل مقصود حاصل کرتا ہے۔

بُدّھ جب تک وہاں رہے۔ روزمرّہ اُس بھکھشو کی سیوا اور ٹہل کرتے رہے۔ اُس شہر کا حاکم بُدّھ کی خدمت میں شردّھا ظاہر کرنے کیلئے آیا۔ اور اُس خدمت کا حال سُنکر جو پربھو نے بیمار بھکشو کی۔ اُن سے اُس مریض بھکھشو کے پچھلے جنم کا حال دریافت کیا۔ تو بُدّھ نے فرمایا:-

"زمانہ گزشتہ میں ایک ظالم راجہ تھا۔ اُس سے جہاں تک بن پڑتا اپنی رعایا سے زبردستی روپیہ چھین لیتا۔ اُس نے اپنے افسروں میں سے ایک کو حکم دیا۔ کہ ایک مشہور شخص کو تازیانے (کوڑے) لگائے۔ افسر نے اُس تکلیف کا جو وہ اوروں کو دیتا تھا کبھی کچھ خیال نہ کیا۔ اور حکم کی تعمیل کی۔ لیکن بادشاہ کے قہر کے شکار (مظلوم) نے رحم کی درخواست کی۔ تو اُس افسر کو ترس آیا۔

اور اُس نے کوڑے آہستہ آہستہ لگائے۔ وہ راجہ تو دیودت کی صورت میں پیدا ہوا تھا۔ جس کو اُس کے پیروؤں نے چھوڑ دیا تھا۔ کیونکہ وہ سخت قواعد کی پیروی کرنے اور اُس کی سختی کو برداشت کرنے کے لئے رضامند نہ تھے۔ اور بعد ازاں وہ نہایت ذلیل ہو کر اُنوتاپ کر کے مرا۔ اور وہ افسر یہ مریض بھکھشو ہے۔ جو اپنے دیگر بھائی بھکھشوؤں کو بِہار میں ناراض کرنے اور دُکھ دینے کی وجہ سے اِس تکلیف کی حالت میں بے یار و مددگار پڑا ہے۔ اور وہ بڑا آدمی جس نے رحم کے لئے التجا کی بودھی سَتُو تھا۔ جس نے اب تتھاگت کی صورت میں جنم لیا ہے۔ اب میرا یہ فرض ہے کہ میں اِس مصیبت زدہ شخص کی مدد کروں کیونکہ اس نے مجھ پر رحم کیا تھا؟"

اِتنا کہہ کر بُدّھ نے ان الفاظ کو دوبارہ کہا۔" وہ شخص جو بھلے مانسوں کو دُکھ دیتا ہے اور بیگناہوں پر جھوٹے الزام لگاتا ہے۔ دس بڑے عذابوں میں سے ایک کو ضرور وراثتاً پائیگا۔ لیکن وہ شخص جو صبر اور شکر کے ساتھ تکلیف کو برداشت کرتا ہے۔ پوتر جیون حاصل کریگا اور دوسروں کے دُکھ کو دُور کرنے کے لئے ایک عمدہ اور چیدہ ذریعہ ہوگا۔"

ہمارے بھکھشو نے یہ الفاظ سُن کر بُدّھ کی طرف مُنہ کیا اور اپنی بدمزاجی کا اقرار کر کے اُنوتاپ کیا اور پوتر دل ہو کر پربھو کو پرنام کیا ۔

(۲۳) جیبھا شاسن (زبان کو قابو میں رکھنا)

پرم گیان حاصل کرنے سے پہلے راہُول کا چلن نہایت ناپاک اور اُسکی زندگی بہت بیڈھنگی اور بے قاعدہ تھی۔ جھوٹ کہنے میں اُس کو کچھ دریغ نہ

ہوتا تھا۔ بُدّھ نے اُس کو مَون (خاموشی) بَرت اختیار کرا کے چِنتا (غور و فکر)
کرنے اور اپنی زبان کو قابو میں رکھنے کا حُکم دیا۔ اور اُس کو گھنٹا بِہار میں
کہ جو کچھ فاصلے پر تھا بھیج دیا۔ راہُول نے وہاں جا کر نہایت شرم اور اُنوتاپ
کے ساتھ تین مہینے گزارے۔ اُس کے بعد بُدّھ اُس کے پاس گئے جن کو
دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ ایک دن بُدّھ نے راہُول کو ایک برتن میں پانی
لانے اور پاؤں دُھلانے کے لئے حُکم دیا۔ جس کی اُس نے تعمیل کی۔ جب
راہُول نے اُن کے پاؤں دُھلوا دئے۔ بُدّھ نے اُس سے پوچھا "کیا
یہ پانی پینے کے لائق ہے؟" لڑکے نے جواب دیا۔ "نہیں مہاراج! یہ پانی
میلا ہو گیا ہے"۔ یہ سُن کر بُدّھ نے کہا۔ "اب تم اپنی نسبت سوچو کہ اگرچہ تم
میرے بیٹے اور راجہ کے پوتے اور وہ شرمن ہو کہ جس نے اپنی مرضی سے
سب کچھ چھوڑ دیا ہے لیکن اس پر بھی تم اپنی زبان کو جھوٹ بولنے سے
قابو میں نہیں رکھ سکتے اور اِس طرح سے اپنی روح کو اپوتر (ناپاک) کرتے ہو"۔

جب اُس برتن سے پانی پھینک دیا گیا۔ تو پھر بُدّھ نے اُس سے پوچھا
"کیا یہ برتن پینے کا پانی رکھنے کے لائق ہے؟" راہُول نے جواب دیا۔
نہیں پربھو! نہیں! یہ برتن بھی اپوتر (ناپاک) ہو گیا ہے"۔

اِس پر بُدّھ نے کہا "اب تم اپنی نسبت سوچو۔ اگرچہ تم بھگویں کپڑے
پہنتے ہو۔ لیکن کیا تم کسی اعلےٰ کام کے لائق ہو۔ جب تم مثل اِس برتن کے
اپوتر ہو گئے ہو۔ اس کے بعد بُدّھ نے اُس خالی برتن کو اُٹھا لیا اور گھُما کر
پوچھا "کیا تم کو ڈر نہیں لگتا کہ یہ برتن زمین پر گر جائے اور اِس کے ٹکڑے
ٹکڑے ہو جائیں؟" راہُول نے جواب دیا "نہیں پربھو! نہیں! یہ برتن

بہت سستے داموں کا ہے۔ اگر ٹوٹ بھی جائے۔ تو کچھ زیادہ نقصان نہ ہوگا۔" اس پر بدّھ نے کہا۔" اب تم اپنے متعلق سوچو۔ کہ تم آواگون کے بیشمار چکروں میں گھوم رہے ہو۔ اور یہ تمہارا جسم اُسی چیز سے بنا ہے۔ جس سے اور مادّی چیزیں بنی ہیں کہ جو ایک دن مٹّی میں مل جائینگی۔ پس اگر تمہارا جسم برباد بھی ہو جائے۔ تو اِس سے کچھ بھی نقصان نہیں۔ مگر جو شخص جھوٹ بولنے کا عادی ہے۔ اُس کو دانا لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔" یہ سُن کر راہول بہت شرمندہ ہوا۔ بدّھ پھر اُس کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا۔" سُنو میں تم کو ایک کہانی سُناتا ہوں۔"

ایک جگہ ایک راجہ رہتا تھا۔ جس کے پاس ایک بہت بڑا طاقتور ہاتھی تھا۔ جو اکیلا پانسو ہاتھیوں کا مقابلہ کر سکتا تھا۔ جب لڑائی پر جانے کا موقع آیا۔ اُسکے دانتوں پر تیز تلواریں۔ کندھوں پر کھرپے۔ پیروں پر برچھیاں اور دُم پر لوہے کا ایک گولا باندھ دیا گیا۔ جب فیلبان نے ہاتھی کو اِس طرح سجا ہوا دیکھا۔ تو بہت خوش ہوا۔ اور یہ سمجھکر کہ سونڈ میں تیر کا ایک خفیف سا زخم لگنا بھی بہت مُہلک ہوگا۔ اُس نے ہاتھی کو سکھلا دیا تھا کہ وہ لڑائی کے وقت اپنی سونڈ کو باہر نہ نکالے اور لچھّے کی مانند لپیٹ کر رکھے لیکن ہاتھی نے مست ہو کر لڑائی کے وقت سونڈ تلوار پکڑنے کے لئے آگے بڑھائی۔ ہاتھی بان ڈرا۔ اور راجا سے مشورہ کیا۔ آخرش دونوں نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ ہاتھی لڑائی کے وقت کام میں لانے کے لائق نہیں۔

اے راہول! اگر لوگ صرف اپنی زبان کو قابو میں رکھتے۔ تو بہت اچھا ہوتا۔ تم مثل اُس جنگی ہاتھی کے بنو۔ جو اپنی سونڈ کو اُس تیر لگنے سے

بچاتا ہے کہ جو اُس کے بیچ میں لگتا ہے۔ سچ کے لئے دل میں پیار ہونے
سے سرل آتما بہت سے پاپوں سے بچ جاتا ہے۔ جو شخص پاکیزگی کی
عزّت کرتا ہے۔ وہ مثل سدھے ہوئے اور اصیل ہاتھی کے کہ جو راجہ کو
اپنی سونڈ پر چڑھنے دیتا ہے۔ تمام عمر وفا میں سچّا رہتا ہے"۔
راہُول یہ سُن کر اپنے دل میں بہت دُکھی اور پشیمان ہوا۔ اور پھر
اُس نے شکایت کا کوئی موقع نہیں دیا۔ اور لگاتار دِلی کوشش سے
اپنے جیون (زندگی) کو پوِتر (پاک) بنا لیا۔

(۲۴) کُنال

راجہ اشوک کا ایک لڑکا تھا۔ جس کا نام کُنال تھا۔ اُس کی آنکھیں ایسی
خوبصورت تھیں کہ جو دیکھتا وہی فریفتہ ہو جاتا۔ اُس کی چھوٹی عمر میں ہی
ایک لڑکی سے جس کا نام کانچن تھا شادی ہو گئی۔ اور اُدھر راجہ اشوک
کی ایک خوبصورت رانی کُنال کو محبت کرنے لگی۔ اور اُس نے اس نوجوان
کو گمراہ کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ لیکن بڑے سے بڑے پرلوبھن
میں پڑ کر بھی کُنال نے اپنی استری کانچن کے ساتھ بیوفائی نہ کی اور اُس
نے رانی سے کہا کہ "تم راجا کی رانی ہو اور میری ماں کے برابر ہو۔ میری
طرف تم دوسری نگاہ سے مت دیکھو"۔
یہ سُن کر اُس عورت کی ساری محبت عداوت سے بدل گئی اور
انتقام کا جذبہ اُس کے تمام جسم کو جلانے لگا۔ اور اُس وقت سے اُس
نے کُمار کے نیست و نابود کرنے کا مضبوط عہد کر لیا۔ اور اِس موقع کی

تلاش میں رہنے لگی ✤

اِس کے کچھ دنوں بعد ہی راجہ بیمار ہو گیا۔ اور اُس نے بار سلطنت کُمار کے سر پر رکھنا چاہا۔ اب رانی نے سوچا۔ اگر کُمار راجہ ہو گیا۔ تو میرا کچھ ٹھکانا نہیں رہیگا۔ میں اِس کو ہرگز راجہ نہ ہونے دونگی۔ اُس نے ایک شخص کو بُلوایا جو راجہ جیسی بیماری میں مبتلا تھا۔ اور اُس کو زہر کھلایا۔ اور جب وہ مر گیا۔ تو اُس کے پیٹ کا امتحان کرنے سے معلوم ہوا کہ اُس میں ایک بہت بڑا کیڑا تھا۔ ادرک اور کالی مرچ دیکر دیکھا گیا۔ تو وہ کیڑا نہ مرا۔ لیکن پیاز کے عرق سے مر گیا۔ پھر رانی راجہ کے پاس گئی اور اُن سے کہا۔ کہ میں آپکی بیماری دُور کر دونگی۔ لیکن شرط یہ ہے کہ آپ کو مجھے ایک بر دینا ہوگا۔ راجہ رضامند ہو گیا۔ اور پیاز کا عرق پینے سے راجہ کو بہت جلد آرام ہو گیا۔ اب رانی نے یہ بر مانگا کہ "میں سات دن راج کرونگی" ✤

رانی نے راج پاتے ہی بیچارے کُنال کو جلاوطنی کا حکم دے دیا۔ چنانچہ وہ ایک دور و دراز ملک میں جلاوطن کیا گیا۔ اُس کی استری کانچن بھی اُس کے ساتھ ہولی۔ رانی نے اُس ملک کے راجہ کے اہلکاروں کے نام راجہ کا دستخطی فرمان بھجوا دیا کہ کُنال کی دونوں آنکھیں نکال ڈالی جائیں۔ پہلے تو اِس بیرحم اور گناہ آلودہ کام کرنے کے لئے کوئی بھی آمادہ نہ ہوا۔ مگر آخرش ایک نہایت بیرحم اور ظالم جلاد کے ذریعہ سے یہ کام انجام پایا ✤

جب اُس بیرحم نے سنڈاسی سے اُس کی دونوں آنکھیں ایک ایک کر کے نکال پھینکیں۔ تو اِس دردناک نظارہ کو دیکھکر لوگوں کے دِل

پھٹ گئے اور چاروں طرف ہائے ہائے کا شور مچ گیا۔ لیکن راج کمار نے اُف تک نہ کی اور نہ زبان سے آہ نکالی۔ بلکہ دونوں آنکھیں ہاتھ پر رکھ کر کہنے لگا کہ "اگر میری چمڑے کی یہ آنکھیں جاتی رہیں۔ تو مجھے اس بات کا مطلق افسوس نہیں بلکہ اُلٹی راحت ہے۔ کیونکہ اِن کی عوض میں مجھے دِب چکھشو (روحانی آنکھیں) مل گئیں۔ اگرچہ راجا نے مجھے جلاوطن کر دیا ہے۔ لیکن میرا راجا دھرم ہے۔ جو میرا ساتھ کسی حالت میں بھی نہ چھوڑیگا"۔ جب اُس نے یہ سُنا کہ اُس کی ساری مصیبت کی بانی رانی ہے۔ تو کہا کہ "مہارانی نے میرے ساتھ بڑی نیکی کی۔ اُس کا بھی بھلا ہو۔ یہ سچ ہے کہ میری بیرونی آنکھیں جاتی رہیں۔ لیکن ان آنکھوں کی محرومی سے مجھے جس تحمل۔ رحم اور چھما (معافی) کی تعلیم ملی ہے۔ اُس فائدہ کے مقابل میں یہ نقصان کچھ بھی نہیں"۔

کُنال بین بہت اچھی بجاتا تھا اور اِسی کے ذریعے سے کسی نہ کسی طرح اپنا گزارہ کرتا تھا۔ بہت عرصہ تک دیس بدیس گھومتا ہوا وہ ایک دفعہ پاٹلی پُتر (پٹنہ) شہر میں پہنچا اور اُس کا گزر راجہ کے محل کے نیچے بھی ہوا۔ دربان نے اُس کو ایک بھکھاری سمجھکر وہاں سے نکال دیا۔ لیکن راجہ نے بین کی آواز سُن کر اپنے بیٹے کو پہچان لیا۔ اور خوشی کے ساتھ اپنے پاس بُلا لیا۔ جب راجا کو مفصل حال معلوم ہوا۔ تو مارے غصہ کے جل بُھن گیا۔ اور رانی کو جلا دینے کا حکم دیا۔ مگر چونکہ کُنال کی رُوحانی آنکھیں کھُل گئی تھیں۔ اُس نے راجہ کے قدموں پر سر رکھکر نہایت عجز و انکساری سے کہا "مہاراج! ایسا ہرگز نہ کیجئے۔ اِستری ہتیا (عورت کا

خون کرنا) مہاں پاپ (گناہ کبیرہ) ہے۔ تتھاگت (بُدّھ) کی نصیحت ہے۔ "چھما ہی سب سے افضل دھرم ہے۔ چھما سے بڑھ کر اور کوئی خوبی نہیں"۔ جس نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا ہے۔ میں اُس کو دل کے ساتھ معاف کرتا ہوں۔ وہ مجھ کو سُکھ دے۔ یا دُکھ۔ میرے نزدیک دونوں یکساں ہیں۔ ماتا کے لئے میرے دل میں ویسی ہی محبت اور عزت ہے۔ جیسی پہلے تھی۔ مجھے اندھا ہونے کا کچھ افسوس اور رنج نہیں۔ رانی نے جو میری آنکھیں نکلوا ڈالی ہیں۔ اِس سے اُلٹا اُنہوں نے میرے ساتھ ایک نہایت ہمدرد اور غمگسار کا کام کیا ہے۔ کیونکہ اِسی وجہ سے میرے آتما میں دھرم چکھشُو (رُوحانی آنکھیں) پیدا ہوئے ہیں۔ اِس لئے اِس کی جان نہ لیجئے۔ جس نے مجھے اننت جیون (لا انتہا زندگی) دیا ہے ؎

بوُدھ دھرم میں ایسے پریم کے سلوک کی مثالیں کثرت سے پائی جاتی ہیں ؎

(۲۵) کاشیپ کی ماں

کاشیپ کی ماں راج گرہ کے ایک مشہور دولتمند مہاجن کی بیٹی تھی۔ بچپن سے ہی اُس کے دل میں دھرم کے لئے بہت پیار اور لگاؤ تھا۔ دُنیوی چیزوں کی ناپائداری اور اسارتا محسوس کرنے کی وجہ سے دُنیا کے کاموں میں اُس کا دل نہ لگتا تھا۔ اُس نے ایک دِن اپنی ماں سے کہا کہ "ماں! گرہ دھرم (کنبے داری) کی زندگی پالن کرنے کے لئے میری

اِچھا (خواہش) نہیں ہے۔ بُودھ دھرم کو اختیار کر کے نربان پد حاصل کرنے کے لئے میرا دل بیاکُل (بیقرار) ہوا ہے۔ تُم مُجھ کو اجازت دو تاکہ میں سنیاسن بن جاؤں"۔

یہ سُن کرہاں نے کہا کہ "اے میری جان سے زیادہ پیاری لڑکی! تُو اِس گھر میں اکلوتی بیٹی ہے۔ تو کیوں سنیاس لیتی ہے؟ ایسی بات پھر زبان پر نہ لانا"۔

اِس لڑکی کی شادی ہو گئی۔ شادی کے بعد وہ اپنے سوامی کے گھر چلی گئی۔ اور وہاں جا کر دھرم کی زندگی بسر کرنے لگی۔ اُس کو حمل بھی ٹھہر گیا۔ لیکن اِس بات کا اُس کو کچھ علم نہ ہوا۔

ایک دِن شہر میں اُتسب تھا اور تمام مردوں اور عورتوں نے اُس تقریب میں اپنے آپ کو خوب آراستہ و پیراستہ کیا۔ لیکن وہ حسب معمول روزمرہ کے کپڑے پہن کر اِدھر اُدھر پھرتی رہی۔ یہ دیکھکر سوامی نے دریافت کیا۔ "اے میری پیاری! سبھی نے آج اُتسب کے کپڑے پہنے ہیں تُم کیوں معمولی ہی کپڑے پہنے ہوئے ہو"۔

اِستری نے جواب دیا۔ "سوامن! اس فانی جسم کو آراستہ کرنے سے کیا فائدہ ہے؟ یہ تو دُکھ اور شوک (رنج) کا کارن (باعث) اور بیماری کا گھر ہے۔ اِس کے اندر بھی اپوِتر تا (ناپاکی) اور بیرونی طور پر بھی موت اس کا انجام اور شمشان اِس کے آخری آرام کی جگہ ہے۔ کیا اس جسم کو آراستہ کرنا اور ایک سمادھی کے استھان کو خوبصورت حروف سے سجانا ایک ہی بات نہیں ہے؟"

یہ سُن کر سوامی نے کہا کہ ”اے پیاری! اگر تم جسم کو پاپ کا گھر خیال کرتی ہو۔ تو کیوں نہیں سنیاسن ہو جاتی؟“ اُس نے جواب دیا ”سوامن! اگر آپ اجازت دیں تو میں آج ہی سنیاس برت اختیار کر لوں“۔

گنوان (دانا) سوامی نے اپنی استری کو اُن سنیاسیوں کی جماعت میں داخل کر دیا جو دیودت کی پیرو تھیں۔ کچھ دنوں کے بعد نئی سنیاسن کی شکل کو دیکھ کر سب نے کہا ”تم گربھ وتی (حاملہ) معلوم ہوتی ہو یہ کیا بات ہے؟“ اُس نے کہا۔ مجھے اِس کا کچھ علم نہیں۔ مگر میں باقاعدہ طور سے برت پالن کرتی ہوں“۔

یہ سُن کر سنیاسنیاں اُس کو دیودت کے پاس لے گئیں۔ اور کہا کہ ہم کو کچھ معلوم نہیں آیا گرہ آشرم کے وقت یا سنیاسن ہونے کی حالت میں یہ عورت گربھ وتی (حاملہ) ہوئی ہے۔ آپ حکم دیں کہ اب ہم اِس کے بارے میں کیا کریں“۔

دیودت نے یہ سوچ کر کہ اگر لوگ سُن پائیں کہ میرے ہاں رہنے کی حالت میں ایک سنیاسن حاملہ ہوئی ہے۔ تو لوگ میری بہت بُرائی کرینگے اور میری بیعزتی کی کچھ حد نہ رہیگی۔ حکم دیا کہ اِس عورت کو اِسی وقت مٹھ سے باہر نکال دو۔ نئی سنیاسن نے روتے ہوئے کہا ”بہت تکلیف اور محنت کے بعد مجھے اپنی دلی خواہش کے موافق دھرم سادھن کرنے کے لئے موقع ملا تھا۔ تم مجھ کو اس سے محروم مت کرو۔ بلکہ جیت بن بہار میں مجھ کو بدھ کے پاس پہنچا دو۔ میری بابت جو وہ فیصلہ کرینگے۔ مجھے بسر و چشم منظور ہے۔ کیونکہ دیودت بدھ نہیں ہے اور نہ میں نے اُس کے پاس سے دھرم گرہن

کیا ہے"۔ یہ سُن کر سنیاسنیاں اُس کو لیکر جیت بن میں گئیں +

بُدھ نے تمام حال سُنکر کہا کہ "اِس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عورت گرہ آشرم کے وقت حاملہ ہوئی ہے۔ لیکن مبادا لوگ بعد ازاں یہ کہیں کہ جسکو دیودتّ نے بھرشٹ سمجھ کر نکال دیا تھا۔ گوتم نے اُس کو قبول کر لیا ہے اِس بات کو دُور کرنے کے لئے یہ بہتر ہے کہ اِس عورت کے بارے میں راجہ اور راج منتریوں کے سامنے فیصلہ ہو" +

اگلے دن کوشل راج کے راجہ پرسن جیت اور مسماۃ وِشاکھا وغیرہ کے اکٹھا ہونے پر بُدھ نے اُپالی کو اِس عورت کے بارے میں تحقیقات کرنے کے لئے حکم دیا۔ اُپالی نے وِشاکھا کو راجہ کے سامنے بلا کر کہا۔ "جاؤ تم تحقیقات کرو اور معلوم کر کے آؤ کہ جس دن اِس عورت نے سنیاس برت لیا تھا اُس سے پہلے اِس کو حمل ہوا ہے یا پیچھے"۔ وِشاکھا نے پوشیدہ طور پر تمام حال معلوم کر کے سب آدمیوں کے سامنے کہا۔ گرہ آشرم میں رہتے وقت اِس عورت کو گربھ (حمل) ہوا ہے۔ اِس جلسہ کے تمام لوگوں نے اس عورت کے بے قصور ہونے کا فیصلہ دیا۔ اِسی گربھ سے کاشیپ کا جنم ہوا +

ایک دن راجہ نے اِس کے لڑکے کے رونے کی آواز سُن کر کہا۔ اولاد کے پالنے کی وجہ سے سنیاسن کو دھرم پالن کرنے میں بہت روک ہوتی ہوگی۔ اس واسطے اس لڑکے کو لے آؤ۔ اور میں راج پریوار میں اِس کی پرورش کرونگا۔ وقت آنے پر کاشیپ سنیاسی ہو گئے اور بعد ازاں بہت بڑے تقریر کرنے والے ہوئے۔ جس کے سبب سے اُنکی بہت شہرت ہو گئی +

(۲۶) رحم کی اعلےٰ مثال

جب گوتم شاکیہ منی راج پاٹ چھوڑ کر دھرم سادھن کے لئے اُروبلو جنگل سے آگے بڑھے تو راستہ میں اُن کو ایک گڈریا ملا۔ جو اپنی بھیڑوں کو سخت گرمی میں دوپہر کے وقت ایک طرف کو لئے جا رہا تھا۔ جب اُن کی نگاہ ان جانوروں پر پڑی۔ تو اُنہوں نے اُن میں ایک چھوٹے سے بھیڑ کے بچّے کو دیکھا۔ جس کو کچھ چوٹ آئی تھی اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اچھی طرح نہیں چل سکتا تھا۔ چونکہ شاکیہ مُنی تمام جانداروں کو ایسا پیار کرتے تھے جیسا کہ ماں اپنے بچے کو۔ پس جس طرح ماں بیماری اور تکلیف کے وقت اپنے بچّے کو گود میں لے کر اُس پر پریم کا ہاتھ پھیرتی اور اُس کا مُنہ چُومتی ہے۔ اُسی طرح اُنہوں نے پریم سے اُس کو اپنی گود میں اُٹھا لیا۔ اور اُس بھیڑوں کے گلے کے ساتھ ساتھ ہو لئے۔ اور راستہ میں اُس گڈریئے سے پُوچھا کہ "اور لوگ تو اپنی بھیڑوں کو شام کے وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے ہیں۔ تُم اپنی بھیڑوں کو ٹھیک دوپہر کے وقت اس قدر تیز دُھوپ میں کیوں لئے جا رہے ہو"؟ گڈریئے نے جواب دیا کہ "راجا نے آج شام کو دیوتاؤں کے لئے بلی دان دینا چاہا ہے۔ اِس واسطے اِن کو اس وقت لے جا رہا ہوں کہ راجا کو ان کی ضرورت ہو گی"۔ یہ سُن کر گوتم کا نرم دل دیا اور پریم سے پگھل گیا۔ اور اُنہوں نے پریم پُورن دل کے ساتھ گڈریئے سے کہا کہ "ان بے گناہ جانوروں کو ناحق کیوں مارتے ہو؟ چلو میں تمہارے ساتھ چلکر راجا سے کہونگا کہ اِن کے عوض میں وہ میری جان لے لے اور اِن بے زبانوں کو چھوڑ دے"۔

چنانچہ بھیڑ کے بچّے کو گود میں اُٹھائے ہوئے وہ گڈریئے کے ساتھ ساتھ راجا کی طرف چلے اور اُس شہر میں جہاں جگ ہو رہا تھا ایسے وقت پہنچے۔ جب سُورج غروب ہو رہا تھا۔ ہر طرف لطافت اور سکوت کا عالم تھا۔

جب دربانوں نے شاکیہ مُنی کو اپنی گود میں ایک بھیڑ کے بچّے کو اُٹھائے ہوئے دیکھا۔ تو وہ سب اُن کے لئے راستہ چھوڑ دینے کو ایک طرف ہٹ گئے کیونکہ اُنہوں نے ایسا پاک اور پُر جلال چہرہ پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اُنکی صورت دیکھ کر تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو چھوڑ کر اُن کے درشن کے لئے آئے لیکن گوتم کو خبر بھی نہ ہوئی۔ کیونکہ وہ اپنے خیالات میں مستغرق تھے اور اُن کا دل اِن لوگوں کی حالت سے نہایت بیزار اور دُکھیا تھا اور اُن کو یہ سب لوگ مثل ایک ایسے بھیڑوں کے گلّے کے معلوم ہوتے تھے جبکا کوئی گڈریا نہ ہو۔

راجا مندر کے پاس کھڑا تھا۔ اُسکے پہلو میں پروہت سفید لباس پہنے ہوئے موجود تھے۔ بیدی کے پاس ایک بکرا بندھا ہوا تھا اور ایک پروہت اُسکو بلی دان چڑھانے کے لئے اُس پر جھکا ہوا تھا۔ اور دیوتاؤں کے سامنے اُس کے قبول کرنے اور راجا کے پاپ اُس بکرے کے سر پر تھوپ دینے کے لئے پرارتھنا کر رہا تھا تاکہ اُس کے خون سے راجا کے پاپ دھوئے جاویں جُوں ہی وہ بکرے پر چھری چلانے کے لئے تیار ہوا۔ گوتم جیسا نیک دل شخص جو آئندہ بُدّھ کا خطاب پانے والا تھا۔ آگے بڑھا۔ اور بہت نرمی اور پریم سے اپنا ہاتھ بکرے کی پیٹھ پر رکھکر راجا سے کہا کہ "اپنے پروہت کو حکم دے کہ بکرے کی جان نہ لے"۔ یہ کہ کر خود بکرے کے پاؤں سے وہ رسّیاں کھول ڈالیں۔ جن سے وہ بندھا ہوا تھا۔ تمام لوگ چُپ چاپ کھڑے رہے اور

کِسی کو بھی اُن کو روکنے کی جُرأت نہ ہوئی۔ کیونکہ اُن کے دل میں پریم کا جذبہ اِس قدر زبردست تھا کہ اُن کی شکل دیکھتے ہی لوگوں کے دلوں پر رُعب چھا گیا۔ اِس وقت گوتم نرم اور درد انگیز الفاظ میں اُن کی طرف یوں مخاطب ہوئے۔ "جب تُم کسی میں جان نہیں ڈال سکتے۔ تو کسی کی جان لینے کا قصد بھی نہ کرو۔ جان ہر ایک کو بہت پیاری چیز ہے۔ اپنی دیا کے بل ہاری! دیکھو کسی کو نہ مارو۔ تم دیوتاؤں سے یہ پرارتھنا کرتے ہو۔ کہ وہ تم پر رحم کریں۔ لیکن ہائے! ذرا اتنا تو خیال کرو کہ تم جانوروں پر کیا رحم کرتے ہو کہ دیوتا تم پر اُس کے بدلے میں رحم کریں۔ جیسے تم دیوتاؤں سے رحم کے طالب ہو۔ ویسے ہی جانور تم سے رحم کے خواہاں ہیں۔ پھر اتنا اور سوچو کہ تم سے دیوتاؤں کو کوئی نفع نہیں۔ جسکے بدلے میں وہ تم پہ احسان کریں۔ حالانکہ جانوروں سے تم ہزاروں طرح کا فائدہ اُٹھاتے ہو۔ اُن کا دودھ پیتے ہو۔ اُن کی اُون لیتے ہو۔ اُن کے احسان کے معاوضہ میں کیا تم کو اُن کے ساتھ یہی سلوک کرنا چاہیئے کہ اُن کو مار ڈالو! جبکہ یہ بے زبان ہم پر بھروسہ کرتے ہیں۔ تو کیا یہ سخت گناہ نہیں کہ تُم اُن کو ذبح کر ڈالو۔ علاوہ ازیں یہ کب ممکن ہے کہ تم اُن کے خون کے ذریعے اپنے دلوں کو گناہ سے پاک کر سکو۔ اور نہ خود دیوتا ہی جو نیک و پاک ہیں۔ چاہتے ہیں کہ تم جانوروں کو مار کر اور اُن پر خون چڑھا کے اُن کی مہربانی اور خوشنودی حاصل کرو۔ جب تُم گناہ کرتے ہو۔ تو اُسکی سزا تم کو ہی ضرور بالضرور بھوگنی پڑیگی۔ اِس واسطے اگر تم سُکھ اور آرام سے زندگی بسر کرنا چاہو۔ تو یہ ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ نیکی اور دیا کے ساتھ برتو۔ اور اچھے کام کرو۔ اوہ! یہ دُنیا کیسی خوبصورت اور آرام

کی جگہ بن جائے۔ اگر تمام جاندار آپس میں شانتی اور آرام کے ساتھ رہیں اور ایک دوسرے کو پیار کریں۔ جبکہ کھیتوں میں ہماری تمہاری خوراک کے لئے پھل۔ اناج۔ سبزی وغیرہ کافی مقدار میں پیدا ہوتے ہیں۔ تو پھر ذرا تم ہی انصاف کرو کہ غریب اور بے آزار جانوروں کا مار ڈالنا کہاں تک صحیح ہے"۔
جب وہ یہ کہہ رہے تھے۔ تو اُن کا دل پریم اور رحم سے اس قدر پُر تھا کہ تمام حاضرین کے دِل اُن کے اس پاک اور دردانگیز کلام سے ہِل گئے۔ پروہتوں کو بھی اِتنی شرم آئی۔ کہ اُنھوں نے مارے شرم کے اپنے خون آلودہ ہاتھوں کو چادروں کے نیچے چھپا لیا۔

راجہ خود گوتم کے پاس آئے اور اُن کی نہایت شردھا اور بھگتی کے ساتھ تعظیم کی۔ پروہتوں نے بیدی کی آگ کو بجھا دیا اور اُس چھُری کو بھی جس سے وہ بلی دان کے لئے بھیڑ بکریاں ذبح کیا کرتے تھے۔ اُٹھا کر پھینک دیا۔

اگلے روز راجا نے اپنے تمام راج میں حکم دے دیا کہ آیندہ کوئی شخص بلی دان دینے یا کھانے کے لئے جانور نہ مارنے پائے۔ یہاں تک کہ گوشت بھی نہ چکھے۔ بلکہ اناج اور پھلوں کو اپنی خوراک بنائے۔ اُس وقت سے اُس ملک میں شانتی کی بادشاہت قایم ہوگئی اور انسان اور حیوان سب ہی بہ آرام و اطمینان زندگی بسر کرنے لگے اور کسی کو بھی ایک دوسرے کا ڈر نہ رہا۔

(۲۷) جانوروں کی قربانی

بُدھ کے زمانے میں دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے بہت جانور مارے جاتے تھے۔ ایک دن سنیاسیوں نے بُدھ سے دریافت کیا کہ "مہاراج!

کیا اُس شخص کی خوراک کے لئے کہ جو مر گیا ہے۔ اِس طور پر جانوروں کے مارنے سے کچھ فائدہ پہنچتا ہے"؟

بُدّھ نے کہا۔ "ایسا بُرا کام کرکے اپنے آپ کو کبھی پاپی (گنہگار) نہیں بنانا چاہیئے۔ زندہ جانوروں کے مار ڈالنے سے کبھی بھی کسی کا بھلا نہیں ہوتا۔ بھارت ورش میں پہلے یہ بیرحمی کی رسم مروّج نہ تھی۔ یہ اب نئی جاری ہوگئی ہے"۔ یہ کہہ کر اُنھوں نے ایک کہانی سُنائی +

جب برمھ دت کاشی کا راجہ تھا۔ اُس وقت ایک تری بیدی (تین بید جاننے والے) براہمن نے ایک بکرا خریدا اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ اس بکرے کو دریا میں اسنان کراکے اور پھولوں کی مالا سے سجا کر لے آؤ۔ بکرا یہ خیال کرکے کہ آج میرے پچھلے بُرے کاموں کا پراشچت (کفارہ) ہوگا اور میں تمام دُکھوں سے رہائی پاؤنگا۔ اپنے دِل میں بہت خوش ہوا۔ لیکن پھر یہ سوچ کر کہ اِس براہمن کو جیو ہتیا کرکے میرا عذاب اپنے سر پر لینا پڑیگا۔ زار زار رونے لگا۔ اُس براہمن کے شاگردوں نے بکرے سے پہلے خوشی منانے اور پھر رونے کا سبب دریافت کیا۔ بکرے نے براہمن کے پاس جاکر کہا۔ "میں پچھلے جنم میں ویدگیہ (ویدوں کا جاننے والا) براہمن تھا۔ لیکن پتروں کے منگل کے لئے میں نے ایک بکرا مارا تھا۔ اُسی اپرادھ (قصور) میں مجھے چارسو ننانوے جنم لینے پڑے ہیں۔ اور ہر ایک جنم میں میرا سر کاٹا گیا ہے۔ چونکہ اِس دفعہ سر کاٹے جانے سے مَیں رہائی پا جاؤنگا۔ اِس واسطے تو مجھے بہت خوشی ہے۔ لیکن چونکہ میری جان لینے سے تم کو میری طرح عذاب بُھگتنا پڑیگا۔ اِس واسطے مجھے بہت رنج ہوتا ہے" +

براہمن یہ سُنکر بہت ڈرا۔ اور بکرے کو چھوڑ دیا۔ لیکن جیسے ہی بکرا ایک پہاڑ کے پاس سے گُزرا ایک پتھر گرا۔ اور اُس کا سر پاش پاش ہو گیا ٭

تب درخت کے ادِھشٹاتری دیوتا نے سب لوگوں کے سامنے کہا کہ "اگر لوگوں کو یہ علم ہوتا کہ جانوروں کے مارنے سے یہ دُرگت ہوتی ہے تو کوئی بھی اُن کی جان نہ لیتا۔ جو کوئی جانوروں کو مارتا ہے اُس کو دُکھ بھوگنا پڑتا ہے" ٭

اگر دھرم کے متعلّق زمانہ حال کی نئی روشنی سے فائدہ اُٹھانا اور اپنی روحانی ترقی چاہتے ہو تو مفصّلہ ذیل کُتب منیجر براہمہ دھرم پرچار آفس لاہور سے منگا کر ضرور مطالعہ کرو:-

اُردو کُتب

براہمہ دھرم کے نیم و براہمو زندگی کا معراج ۱ر
دھرم کا رُوپ و سُروپ ۱ر
موتیوں کی لڑی ۴ر
شرابی کی سچی سرگزشت ۳ر
ثمرہ دیانت ۶ر
سوانح عمری بنجمن فرینکلن ۱۲ر
زندگی کا کیا مقصد ہے ...... –ر
آفتاب کا دن ...... –ر
براہمہ سماج کے اصول اور اُنکی تشریح –ر
ایشور کی مرضی ۱ر
ایشور پریم اور پاکیزگی ۱ر
پرارتھنا پُستک ۲ر
رُوحانی گلدستہ حصہ اوّل ۱ر
" " حصہ دوم ۱۰ر
سچی عبادت ۱۰ر
سادھک منڈلی ۱۰ر
پشواسی ہے۔ معہ عکسی تصویر مصنف ۴ر
سوانح عمری مہاتما راجہ رام موہن رائے عہ ۲ر
سوانح عمری کیشب چندر سین ۶ر
بدھ دیو جی کی سوانح عمری حصہ اول ۴ر
" " " حصہ دوم ۸ر
سنگیت مالا ۴ر
مطالعہ فطرت ۵ر
کاشف الالہام ۱۰ر
اخلاقی سبق ہر سہ حصہ (خصوصاً بچوں کیلئے) ۱۲ر
تناسخ کی اصلیت ......

خدا محبت ہے یا قہر ۱ر
مختصر سوانح عمری مہاتما راجہ رام موہن رائے –ر
" " مہرشی دیوندر ناتھ ٹھاکر ۱۰ر
" " شریمتی سدا مُنی رائے ۲ر
فرائض انسان ہر سہ حصہ مکمل ۱۲ر
شرابنوشی اور اُسکی خوفناک بُرائیاں –ر
مہرشی جی کے بیاکھیان اُردو جلد اول بلا جلد (حصہ اول و دوم) ...... عه ر
" " جلد دوم (حصہ سوم و چہارم) بلا جلد ۸ر
" " جلد اول مجلد بکاغذ ...... عه ۲ر
" " مجلد بپارچہ عه ۴ر
" " جلد دوم " ۱۰ر
" " جلد اول و دوم مشترکہ عه ۱۴ر
دھرم مارگ ۴ر
راحت حقیقی ۲ر
جمنا رنجنی (ناول) ۱ر
براہمہ دھرم شکھشا ۶ر
ملک ہند کیلئے ایک عظیم مسئلہ (از پنڈت شیو ناتھ شاستری ایم اے) ۱ر
مشرقی و مغربی دھرم بھاؤ ۱ر
وقت اور اصلاح (از بابو نگیندر ناتھ چیٹرجی) ۲ر

انگریزی کُتب

اور گاسپل ۱۰ر
میٹیریل ازم اینڈ اتھی ازم ریفیوٹڈ (یعنی خدا کی ہستی کا ثبوت اور الحاد و دہریہ پن کی تردید) ۳ر
کیشب چندر سینز لیکچر ان انڈیا حصہ اول –ر
" " حصہ دوم عه ۸ر
" ان انگلینڈ ...... –ر
بخطاب جگاد ایشن از مہاتما کیشب چندر سین حصہ اول و دوم

نیوسنگھتا ۱۲/

پریرز . . . . عہ/

سپرٹ آف گاڈ (مصنفہ بابو پرتاپ چندر موزمدار) للعہ/

اورینٹل کرایسٹ . . . . " . . . سے/

ہارٹ بیٹس . . . . " . . . سے/

سائی لینٹ پاسٹر . . . " . . . عہ/ ۱۲/

فیوچر لایف . . . . " . . . ۲/

ڈیوٹیر آف مین (جوزف میزینی) . . ۶/

ریوے لیشن (مصنفہ پنڈت شیوناتھ شاستری ایم اے) ۸/

ٹرووَرشپ . . . . " . . . ./

انگلش ورکس آف راجہ رام موہن رائے سہ/

ہندوتھی ازم مصنفہ سیتاناتھ دت تت بھوشن عہ/

ویدانت لکچرز . . . " . . . عہ/ ۴/

اپنشد سنسکرت بمعہ ترجمہ انگریزی پہلا حصہ مجلد عہ/ ۱۲/

تھی ازم دی ریلیجن آف کامن سنس از چارلس وائسی ۶/

سرمن آف مہرشی دیوندر ناتھ ۳/

لایف آف بدّھ انگلش ۸/

ٹروفیتھ ۸/

ڈائری ان انگلینڈ (کیشب چندر سین) ۶/

" ان مدراس اینڈ بمبے " ۶/

" ان سیلون " ۶/

کلچر بابو پرتاپ چندر موزمدار . . . ۱/

پراگرس آف تھی ازم ۲/

دیز ٹو گاڈ . . . ./

سیکنگ آفٹر گاڈ . . . . —/

آئیڈلیس آف گاڈ . . . ./

آئیڈیاز آف پریزنٹ گاڈ . . . . . ./

کلیمس آف تھی ازم . . . ./

ریبرپرلس ۱/

شارٹ الیسیز اینڈ سرمنس ۱/

سائنس اینڈ ریلیجن . . . ./

ہندی کتب

سُکھی پریوار ۱/

مہرشی دیوندر ناتھ ٹیگور جی کا مختصر جیون چرتر ./

بشواسی بنے ۲/

براہمو دھرم کے بیاکھیان . . . . . . عہ/

براہمو دھرم گرنتھ حصہ اول و دوم . . عہ/

براہمو سنگیت ۳/

پچھمن پنے ۱/

براہمو دھرم (انتخاب) ۴/

دھرم ونتیک پرشن اُتر ۱/

تت بودھ۔ مصنفہ بابو نوین چندر رائے ۸/

استری شکھشا . . . . —/

دھرم دیپکا . . . . —/

استوتر (یعنی پرمیشور کے آٹھ سو نام) —/

ست دھرمی لوگ وید ونکو کیسے مانتے ہیں —/

تصاویر کارڈ سائز

مہاتما راجہ رام موہن رائے۔ مہرشی دیوندر ناتھ ٹھاکر۔ مہاتما کیشب چندر سین (دو قسم۔ ایک پوجا میں بیٹھے ہوئے۔ ایک پوشاک میں) مانیہ بر بھائی سندر سنگھ جی۔ بھائی چتر سنگھ جی ہر ایک ۴/

تصاویر کیبنٹ

پنڈت شیوناتھ شاستری جی ایم اے
بابو پرتاپ چندر موزمدار جی۔ شردھے
پرکاش دیو جی . . . . ہر ایک ۸/

تصاویر لیتھو (۱۶ × ۱۲)

مہاتما راجہ رام موہن رائے۔ مہرشی دیوندر ناتھ ٹیگور۔ کیشب چندر سین . . . . فی عدد ۴/

پنڈت شیوناتھ شاستری ایم اے ۸ × ۱۰ ۳/